خلد اللہ ملکہ

اعلیحضرت

ترجمہ منظوم اردو

# لوایح جامی

موسوم بہ

# تجلیات دل

از نتیجۂ فکر

اشرف الحکما لقمان الدولہ فلاطون جنگ نواب محمد حیدر خان بہادر

متخلص بہ دل


مطبوعہ قاسم پریس چنچلگوڑہ

حیدرآباد دکن

۱۳۳۱ھ

يهدي الله لنوره من يشاء

حق حق حق

# لوائح جامی

# تجلیات دل

مطبع نامی قاسم پریس میں طبع ہوئی

حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## حمد باری تعالیٰ عز اسمہ

حمد اُسکی بشر سے کب ادا ہو — الحمد اُسیکی جب ثنا ہو

اور نعت رسول کبریا کی — حق نے خود آپ ہی ادا کی

آل اور اصحاب نبی کی — اللہ نے خود درود بھیجے

اُنکے ہیں جو تابعین کامل — اُنپر بھی سلام حق ہے نازل

حمد و نعت و سلام و صلوٰۃ — بندون سے ہو بسکہ ازحد ادا

مومن کو حکم حق نے آیا — جب صلوا علیہ سلموا کا

اُس حکم کا امتثال چاہیے — ورنہ کسکی مجال ہے بیان

یارب صلے علی محمد — آل و اصحاب پر بھی بھیجیو

# مناجات

## بدرگاہ قاضیُ الحاجات

یارب غفار ہے تو میرا — اور مین ہون گناہ گار تیرا

ہوتا نہ اگر کوئی گنہگار — کہتا پھر کون تجھکو غفار

بندون کے نہ عیب چھپاتا — ستار لقب کہان سے پاتا

آدم نے جنان مین جو خطا کی — دنیا اُس کے بدل عطا کی

کی اُسکی خطا سے چشم پوشی — گندم کو دکھا کے جو فروشی

بخشش کرنیکو جب تو آیا — ہم نے تجھے عاصیون مین پایا

بڑھ کر کوئی اس سے کیا سند لے — نیکی پائی بدی کے بدلے

رحمت تری بڑھ گئی غضب سے — بڑھکر ہے یہی امید سب سے

رحمت کا امیدوار ہون مین | تقصیر سے شرمسار ہون مین

ادنے ابخشش تیری جہان ہے | تجھپر ہے عیان جو کچھ نہان ہے

کس منہ سے کہون کہ مین ہون عاصی | تو مجھکو گنہ سے دے خلاصی

جو بات نہ کہنے کی ہو قابل | مشکل مشکل ہے سخت مشکل

اب تجھسے مرا سوال کیا ہو | اس بات مین قیل و قال کیا ہو

بیحد رہی روسیاہی توبہ | توبہ توبہ الٰہی توبہ

تیرے فرمان بجا نہ لایا | وہ کام کیا جو جی مین آیا

کی یاد خدا نہ ذکر باری | کاٹی یون ہی اپنی عمر ساری

امید دون نے کیا کنارا | جز تیرے نہین کہین سہارا

بد ہون یا نیک ہون تو تیرا | تو ہے پروردگار میرا

جو نیک ہون پاس آئین تیرے | عاصی کس در پہ جائین تیرے

عاصی ترا کس کے پاس جائے | اس شکل سے کسکو منہہ دکھائے

تو نے لاتقنطوا کہا ہے — بڑھکر امید اس سے کیا ہے

اُدعونی استجب لکم ہے — ظاہر ہین نشان تیری کرم کے

بس ایک وسیلہ مین نے پایا — جو سورۂ نور مین ہے آیا

تو نور زمین و آسمان ہے — خود نور وجود دو جہان ہے

جس نور کی دی ہے تو نے تمثیل — اک طاق مین شیشہ کی ہے قندیل

اسمین ہے چراغ اک منور — تابان ہے فلک پہ جیسے اختر

لو اسمین لگی ہوئی ہے روشن — زیتون کا پہونچ رہا ہے روغن

وہ نخل مبارک ایسی جا ہے — شرق و غرب اسکی بھی سوا ہے

روغن اسکا ہے صاف ایسا — بالکل آتش سے ہے اچھوتا

ہرگز نہین اسکو آگ پائی — خود شعلہ کی ہے وہ زندگانی

جلتا ہے صفا پہ جسکی کافور — پاکیزگی اسکی نور پہ نور

وہ نور سے اپنے جسکو چاہے — سیدھا رستہ اسے بتائے

بندہ ونکو خدانے دی ہی تمثیل
اس نور کی جیسی شمع و قندیل

سب شئی کا علیم وہ خدا ہے
دانا بینا ہے جانتا ہے

نا اہل کو راز کا سنانا
اندھے کو چراغ ہے دکھانا

مصباح ہے جان دل ہے قندیل
اور طاقچہ تن ہے اسکی تمثیل

یہہ نور ہی عین ہے شفاعت
ہے ساری جہان پہ یہہ رحمت

ہوتا نہ جہان مین نور پیدا
ہوتا نہ ظہور حق ہویدا

وہ نور محمدی جہان ہے
عالم روشن جہان جہان ہے

اس نور نبی ہی کی بدولت
نازل ہوئی انبیا پہ رحمت

دی آدم کو نجات اسی نے
رکھ لی حوا کی بات اسی نے

یوسف کو قید سے نکالا
موسی کو عدو کے گھر مین پالا

طوفان سے نوح کو بچایا
یوسف کو باپ سے ملایا

سلگی جو خلیل کے لئے نار
اس نار کو کر دیا ہے گلزار

یونس کو ماہی سے نکالا
برسوں جس کے شکم میں پالا

ایوب کو دی نجات غم سے
اور نوح کو بحر کے ستم سے

اس نور کی بس یہی ہے عادات
ہم عاصیوں کی کرے شفاعت

آفت سے ہر ایک کو بچائے
محنت سے ہر ایک کو چھڑائے

بخشش کا خدا سے کام لینا
گرتا ہو کوئی تو تھام لینا

ٹڑھکر اب اس سے کیا ہو تسکین
دنیا کیساتھ جب ملے دین

دنیا تن اور دین جان ہے
دونوں میں جدائی پھر کہاں ہے

امت جسم محمدی ہے
اس جسم کی جان جو دنی ہے

تن جان پہ جان سے فدا ہے
کچھ جان سے تن نہیں جدا ہے

اس تن کو ہے جان سے محبت
سو جان ہے جانکو تن سے الفت

پوشیدہ نہیں ہے جان سے تن
جان پر تن جان ہے، تن پہ روشن

دونوں اک ایک کے ہیں محرم
تن جان سے جان تن سے ہمدم

تکلیف ہی تن کی جانکو سہنا ‏— غمخواری مین ہم ہے رہنا

امت کو نباہ ہے نبی سے ‏— جیسی ہے نباہ تن کی جی سے

جسوقت نبی جہان سے اٹھے ‏— محضر لیکر یہان سے اُٹھے

امت کو بچانیکا تھا وعدہ ‏— جنت دلوانیکا تھا وعدہ

محشر مین کہلیگا جب یہہ محضر ‏— دُھل جائینگے عاصیونکے دفتر

نفسی نفسی وہان کہینگے ‏— اپنی اپنی مین سب رہینگے

فرمائینگے صاحب شفاعت ‏— جوش رحمت سے امت امت

بیچارون پہ رحم کہائینگے وہ ‏— ایک ایک کو بخشوائینگے وہ

امت پہ فدا کئے نواسے ‏— مارے گئے کیسے ہُوکے پیاسے

اللہ کی رہ مین ہوکے قربان ‏— کر دی امت کی مشکل آسان

زینب نے دی اپنے سر کی چادر ‏— اور نذر کیا سر برادر

سجادنے کی قبول زنجیر ‏— امت کی رہائی کی تھی تدبیر

پایا جو حرم نے قید خانہ — عاصی امت کا تھا چھڑانا

مشکلین کسوالین بی بیون نے — دی ہمکو خلاصی قیدیون نے

جو کچھ کرنا تھا کر گئے وہ — امت کے لئے گذر گئے وہ

سب کچھ تھا نور کی بدولت — امت کے لئے سہی مصیبت

یارب اس نور کی قسم ہے — اور اسکے ظہور کی قسم ہے

اس نور محمدی کا صدقہ — پیاری آل نبی کا صدقہ

حق راضی ہے انکی جو رضا ہو — کرتا ہے نبی نے جو کہا ہو

رکھتے ہیں پر ایسی کچھ وہ قدرت — صاحبزادون کو کی وصیت

اعمال سے درگذر نکرنا — رشتہ پہ مرے نظر نکرنا

رشتے ہیں اگرچہ ہو نبی کے — وان ساتھ نہین کوئی کسی کے

ہان ساتھ فقط عمل رہینگے — اچھے ہون تو برمحل رہینگے

فرمان خدا ہے فرض سب پے — بندے اعلے ہون یا ہون کمتر

جیسا جو کرے وہ ویسا پائے — جو جمع کیا وہی اٹھائے

اللہ کو عاجزی ہے مرغوب — اُسکو تو ہے التجا ہی مطلوب

ور کو کہا - دار کو سُنا لے — اس رمز کو اہل رمز جانے

میں کون ہوں میری کیا حقیقت — بس مجھکو تری کی یہہ وصیت

بندہ ہوں گناہ گار تیرا — کر خیر سے خاتمہ تو میرا

تو فضل کر اپنا میں ہوں عاصی — تو عدل سے اپنے دی خلاصی

جتنے ہیں میرے عمل کے دفتر — خط عفو کا کھینچ اُن پہ یکسر

تو میری خطا سے درگذر کر — تو اپنی عطا پہ ہی نظر کر

تیری تو شکستہ دل ہی منزل — سب سے ہے شکستہ تر میرا دل

مجھ سے نہ کسی کو مانگتا ہوں — میں تجھسے تجھی کو مانگتا ہوں

تو خود ہو اگر میری کمائی

دنیا ہے میری میری خدائی

## در وصف حضرت شاہ خاموش چشتی صابری نور اللہ مرقدہٗ و حضرت محمد شاہ ہاشم حسینی و پیر اصغر حسینی چشتی صابری عمّ فیوضہما

بندہ ہے وہی یہ ہم نے جانا — جس نے آقا کو اپنے مانا

مجھکو ہے عقیدت تمامی — و دل نسبت سے جسکی ہے غلامی

نام پاک اُنکا شاہ خاموش — خم خانۂ صابری کے مے نوش

گر اُن کا سخن کوئی سنا ہو — غوغائی خموشی ہی سنا ہو

خاموش کا جا بجا ہے چرچا — اور ہند میں بجرہا ہے ڈنکا

حضرت کے ہیں جانشین باکرام — سید ہاشم حسینی ہے نام

ہیں صاحب ذوق و کرامت — خاموش نے دی انہیں خلافت

صاحبزادے ہیں اُنکے اصغر — ہیں اپنے طریق میں وہ رہبر

پیر اصغر ہے نام جن کا — ادنے سگ آستان ہوں اُنکا

ان کو ملی باپ سے خلافت
یارب دونوں ہیں سلامت

دو پھول ہیں صابری چمن کے
لب ہیں خاموش کے دہن کے

وہ نور ہیں اور یہہ نور کی ضو
وہ مہر یہہ مہر کے ہیں پرتو

اسرار بھرے ہیں سینے انکے
گنج عرفان سفینے انکے

رخ سے مے معرفت برستی
آنکھوں سے ٹپک رہی ہے مستی

وہ جس پہ نظر اٹھاکے دیکھیں
مخمور اسکو بنا کے چھوڑیں

کوئی دل اسپہ لاکے دیکھے
کچھہ شک ہو جسے وہ آکے دیکھے

پابند شریعت ۔ محمد
رہبر و بطریقت ۔ محمد

اور خلق محمدی کے عامل
عرفان کے حقیقتوں ہیں کامل

چشتی اور قادری گھرانا
اور چشتیت میں صابری گھرانا

ہے دونوں طریق کی اجازت
حافظ سے ملی دکن کی خدمت

عرفان کا ہے باب صورت انکی
سائل کا جواب صورت انکی

وہ گفت و شنید کیا سناؤں ہیں قابل دید کیا بتاؤں

دل۔ دم۔ دیدونکا کھیل ہے یان ہو حق کا ہی دم سے میل ہے یان

دل کو تار نفس سے ہے میل دو دیدونکی تپیونکا ہے کھیل

وہ نور جو ان مین جلوہ گر ہے اللہ کے نور کی نظر ہے

اس نور کا جان و دل مین ہے جوش
ہر سمت سے ہے صدا کہ خاموش

## در وصف حضرت استادی جناب سید خلیل صاحب ہراتی قدس سرہ العزیز

برسون رہا گرچہ فیض استاد — پر حرف الف ہی رہگیا یاد

حاجی سید خلیل ہروی — اولاد علیؑ و آل نبویؐ

علم فقہ و حدیث و تفسیر — اور شرع محمدی تھی جاگیر

اور علم تصوف و حقیقت — اُنکے گھر کی تھی خاص دولت

تھی اپنے ہی جد سے بہرہ مندی — تھا سلسلہ اُنکا نقشبندی

جد ہین جن کے حسینی سادات — تھے صاحب کشف اور کرامات

ہے گلشن راز جنکی تصنیف — مشہور جہان ہے جسکی توصیف

بیعت کا مزہ مجھے چکھایا — رستہ اللہ کا بتایا

دل مین روشن کیا ہے ایمان — کافر کو بنا دیا مسلمان

یارب دے انکو جنت [illegible] — ہین آل نبی ہین [illegible]

## قصیدہ

بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

### در مدح قدر قدرت سکندر شوکت دارا حشمت فریدون فر خداوند نعمت اعلیحضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر آصف سابع نظام دکن جی سی ایس آئی حضور پر نور

ہم انپہ فدا یہ جان و تن ہین — جو ساتوین آصف دکن ہین

عثمان و علی ہین جنکے حامی — عثمان علی ہے نام نامی

اللہ رکھے اُن کو تا قیامت — سر پر مخلوق کے سلامت

راضی اُن سے ہے سب رعایا — کیا اپنا اور کیا پرایا

قربان کرتا ہے کوئی سر کو — کرتا ہے نثار کوئی زر کو

گھر اور عیال سے ہے حاضر — جان و زر و مال سے ہے حاضر

ہر ایک کو مل رہی ہے عزت — اک ایک کو دیرہے ہین خدمت

غم گین کے غمگسار ہین وہ | پُر درد کے سوگوار ہین وہ
آباد اُنہے دکن کو رکھا | شاداب اپنے چمن کو رکھا
ڈالا جس پہ چرن کا سایا | چاہا جیسا اُسے بنایا
فقرا ہین رئیس کے دعاگو | اُمرائے دکن ہین سب ثناگو
تھا پانچ برس کا مین سن | اور علم کی ابتدا کے تھے دن
جب سے مجھے اُنکی ہے غلامی | کاٹے ستّرہ برس تمامی
اسوقت سے مجھ پہ ہے عنایت | بیحد سرکار کی ہے شفقت
قسمت مین جسقدر تھا لکھا | شہزادون کا مل رہا ہے صدقا
اس سے بڑھکر نہین ہوس ہے | وہ مجھ پہ ہین مہربان یہ بس ہے
کس منھ سے شکر یہ ادا ہو | بہتر ہے کہ مین رہون دعاگو
گذرا اک سال خیریت سے | ہین تخت نشین وہ تمکنت سے
یہ بھلی گرہ پڑی ہے جسکی | تالیف ہے یادگار اسکی

یہہ سال جلوس ہے جو پہلا
سنئے پہلے مرا قصیدہ

## قصیدہ

کس گل کی مہک چمن چمن ہے　　کس نافہ کی بو ختن ختن ہے

کس مست کی ناک مین ہے نرگس　　پھولی کیون آج یاسمن ہے

کس غیرت گل کی آرزو مین　　لالہ نسرین و نسترن ہے

بلبل ہے ترانہ سنج کس کا　　طوطی کیون آج نغمہ زن ہے

یاقوت بھی سرخرو ہی کس سے　　کس دُر کی ضیا عدن عدن ہے

سو جان سے فدا ہے کس پہ مرجان　　کس لعل کی ضو یمن یمن ہے

کس کا ہے زبان بان ترانہ　　نغمہ پرسنجی دہن دہن ہے

یہہ کسکی ہے جا بجا منادی　　کسکی شہرت وطن وطن ہے

عشرت عشرت کی دہوم گھر گھر　　نغمہ نغمہ دہن دہن ہے

پھولا نہین آج دل سماتا　　کیون جسم پہ تنگ پیرہن ہے
واعقدہ ہوا تو گل کھلا یہ　　حسن گرہ شہ دکن ہے
غنچون کو دیا صبا نے مژدہ　　پھولا گل عیش سے چمن ہے
کلیان چٹخی ہین سب چمن مین　　خندان اک ایک کا دہن ہے
شاخون پہ چہک رہی ہین بلبل　　سوسن کی زبان پہ یہ سخن ہے
وہ مہر سپہر شہریاری　　جلوہ افروز انجمن ہے
ہر گل مین ہے جسکی عطر بیزی　　نکہت جسکی چمن چمن ہے
جس گل کی شمیم مشکباری　　زینت چین و خطا ختن ہے
ماہ و خورشید و ہفت کشور　　جسکے بازو کا نورتن ہے
یاور عادل سخی ۔ دلاور　　سلطان زمان شہ زمن ہے
وہ کون ؟ شہ نظام آصف　　ظل سبحان ذوالمنن ہے
چارون اصحاب سایہ گستر　　ہر دم تائید پنجتن ہے

تاج و تخت تمہی کا مالک — سلطان قلم و دکن ہے

ادنے اعلے گدا تو انگر — سب کے لب پر یہی سخن ہے

ای تخت نشین تمہین مبارک — مذکور یہی دہن دہن ہے

سب کا ہے دعامین ایک مذہب — یکدل ہر شیخ و برہمن ہے

کعبہ و کنشت اور کلیسا — سب جا یہہ دعا یہی سخن ہے

جب تک اس کتو جہان مین — نقد مہہ و مہر کا چلن ہے

رفعت یہہ فلک فلک پہ اختر — اختر جب تک ضیا فگن ہے

دریامین صدف صدف مین گوہر — جبتک گہر ہے اور عدن ہے

جبتک نیسان سے ہر صدف کا — موتی سے بھرا ہوا دہن ہے

جبتک سبزہ ہرا بھرا ہے — جبتک گلزار پر پھبن ہے

جبتک ہے نوائے عندلیبان — جبتک گل سرخ پیرہن ہے

سرسبز رہے یہہ باغ آصف — جبتک گل و بلبل و چمن ہے

یارب ہے یہہ چراغ روشن　　جب تک خورشید ضوفگن ہے

دل بھی شاہ دکن کے حق مین
مصروف دعا بجان و تن ہے

## در وصف نواب مستطاب معلی القاب عالیجناب میر یوسف علیخان بہادر سالار جنگ وزیر اعظم دکن دام اقبالہ

خامہ کی ہے دو زبان کا دستور
مدح سلطان و وصف دستور

اللہ کے بعد ظل سبحان　　اور شاہ کے بعد شہ کی دیوان
دنیا مین بھی ہین دو وسیلے　　مخلوق کی پرورش کے حیلے
دستور ہے دل تو جان ہے شہ　　جسم و اعضا ہین خلق اللہ
مخلوق سے ہے ادھر وہ شامل　　اور شاہ سے بھی ادھر ہے واصل
دستور کو خدمت قلمدان　　گویا ہے نصیب گنج فرمان

فرمان شہی قلم ہے جسکا
احکام شہی رقم ہے جسکا

شہ کی فرمانبری سی ہے کام
دستور عمل اُسی کا ہے نام

دستور کا دست اور خامہ
ہے شاہ کی آستین جامہ

جنبش مین گر آئے دست سلطان
ہو شاہ کی آستین بھی جنبان

ثالث آصف کے تھے جو دیوان
اول سالار جنگ ذی شان

راضی جس سے تھی دونون سرکار
دُربار تھے جسپہ دونون دریا

رکھا قانون کا ایسا دستور
مختار کے آگے سب تھے مجبور

قانون کا چلن انہین سے نکلا
اور نظم دکن انہین سے نکلا

مشہور جہان ہے جسکی توصیف
تاریخ دکن ہے پُر ز تعریف

خدمت کی ہر ایک کو جزا دی
غفلت کی ہر ایک کو سزا دی

روشن کیا جسنے علم و فن کو
ذی علم سے بھر لیا دکن کو

کچھ میری غلط نہین ہے یہہ بات
حاضر ہین دکن مین چند حضرات

رونق ہے چمن سے باغبانی | ظاہر ہے بنا سے حسن بانی

اسوقت دکن کے ہین جو دیوان | نام انکا ہے یوسف علی خان

بچپن سے یہہ شہ نے کہیکے پالا | دیوان کے گھر کا ہے اجالا

لکھہ پڑھ کے ہوئے علوم مین طاق | شہرت ہوی برزبان آفاق

جب شہ کے ہوئے یہہ حکم بردار | پایا جنگی خطاب سالار

اُس سن مین سر انکے آی خدمت | جس سن مین تہے جد نے پائی خدمت

آئی اُسی گہر مین گہر کی دولت | جاگی پہر خاندان کی قسمت

علم و ہنر و فن و لیاقت | اصل و نسل و شرف ذکاوت

اللہ کی عطا ہے خیریت سے | موصوف کیا ہے ہر صفت سے

رہتے ہین جلیس اور شامل | ذی تجربہ و ذکی و عاقل

یوسف کا دکن مین سکے چرچا | دیوانی بنی ہے خود زلیخا

شہ فضل سے اپنے درگذرین | یہہ عدل سے اپنے درگذرین

شہ پر اللہ کی عنایت　　دستور پہ شاہ کی عنایت
آباد دکن کے ہون الٰہی راضی　　اور شاہ دکن ہون انسے راضی

## سبب تالیف کتاب

انسان کو شغل لازمی ہے　　جو کام کرے وہ آدمی ہے
ملتی ہے کبھی مجھے جو فرصت　　آجاتی ہے نظم پر طبیعت
تھوڑا تھوڑا ہر ایک کام　　آہستہ سے پا رہا ہے انجام
مقصود نہ طبع آزمائی　　منظور نہ عقل کی رسائی
اللہ والون سے تھی محبت　　پینتیس برس کی انکی خدمت
پارس تو ملا بنا نہ سونا　　پتھر قسمت ہی مین تھا ہونا
دریا مین رہا تو سنگ آسا　　قطرہ نہ ملا رہا پیاسا
صحبت مین خدا نے دی ہے تاثیر　　گر خاک بھی ہوتے وہ اکسیر
کی مین نے بہت سی خاکساری　　چھانی اس فن مین خاک ساری

تاثیر نیائی کاملون کی
بو تک بھی نہ آئی ان گلونکی

کیا کر سکے خاک بو کی تمیز
جو اصل مین اپنی خود ہو ناچیز

اورون کو ہوا ہے بو سی اظہار
گویا ہون مین خاک کوئی عطار

احباب نے کرکے مجھکو مجبور
یہہ کہکے دی اک کتاب مشہور

جامی کی کتاب ہے لوائح
لکھو اردو مین یہہ نصائح

کرتا تھا مین سیر من لگن کی
اوسوقت اُسی سے دل لگی تھی

اس بحر مین لکھا مثنوی کو
وزن اُسکا پسند آیا جی کو

منظوم کئے ہین صرف معنی
موزون کرنے کو سہل جانا

آسان سمجھا تھا ابتدا مین
مشکل ہوئی چلکے انتہا مین

اصلا نہی آشنا طبیعت
اور بحر مین پائی کچھ نہ وسعت

فطرت تو ہے جزو کل مین سب جا
قطرہ کو بھی بحر کا ہے دعوا

جرأت نے اٹھا لیا قلم کو
ہمت نے بڑھا دیا قدم کو

ہون یا نہون شعر شاعرانہ | پر دل مین ہے ذوق عاشقانہ

اس مین کچھہ نقص و عیب اگر ہو | امید کہ اُس سے درگذر ہو

آئے جو پسند بات میری | اغلب ہے کہ ہو نجات میری

پہلی ہے گرہ جلوس شہ کی | تالیف ہے یادگار یہہ بھی

مدح شہ اس کی مشتمل ہے | نام اسکا تجلیات دل ہے

منظوم اک شرح بھی ہے اُسکی | ہے بحر مین من لگن کی وہ بھی

یہہ گل ہے تو وہ چمن ہے اسکا
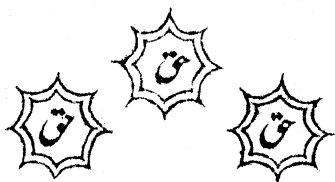
خمخانہ دل مین سن ہے اسکا

۱۳۳۱

یهدی الله لنوره من یشاء
حق
حق
حق
لوایح جامی
تجلیات دل
مطبع نامی قاسم پریس میں طبع ہوئی
حیدرآباد دکن
۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی لا احصی ثناءً علیک کیف
وکل ثناءٍ یعود الیک
جل عن ثنائی جناب
قدسک انت کما اثنیت
علی نفسک

خداوندا سپاس تو بزبان نمی آریم و ستایش تو
بر تو نمی شماریم ہر چہ در صحیفات کائنات از جنس اثنیہ
و محامد است ہمہ بجناب عظمت کبریائی تو عاید است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب بعید ثنا ہے تیری
کرنے کی نہیں مجال میری

امکان ثنا نہیں ہے مجکو
سب حمد پہونچ رہی ہے تجکو

تو نے جو حمد اپنی کی ہے
حق یہ ہے کہ حمد بس یہی ہے

کم حمد و ثنا سے میری
ذیشان ہے بارگاہ تیری

یارب قاصر زبان ہے میری
کسطرح کریگی حمد باری

کب تیری سپاس کے ہے قابل
خود اپنے ہی عجز کی ہے قائل

صفات جہاں میں جتنی توصیف
ہے عظمت کبریا کی تعریف

حاصل کی ہو سب خدائی
ہے تیری ہی شان کبریائی

از دست و زبانِ ما چہ آید کہ سپاس و ستایش ترا شاید
تو چنانی کہ خود گفتۂ و گوہر ثنائے تو آنست کہ خود سفتۂ

## رباعی

آنجا کہ کمال کبریائی تو بود | عالم نمی از بحر عطائی تو بود
مارا چہ حدِ حمد و ثنائے تو بود | خود حمد و ثنائے تو سزائی تو بود

جائیکہ زبان آورِ "انا افصح العرب
والعجم" علم فصاحت انداختہ و خود را
دلدادۂ ثنائے تو عاجز شناختہ ہر شکستہ زبانی
راچہ امکان زبان کشائی۔ و ہر آشفتہ
رائے راچہ یارائے سخن آرائی۔ بلکہ اینجا اظہارِ
اعتراف بعجز و قصور عین قصور است۔ و زبان سرور
دنیا و دین درین معنی مشارکت عجمت از حسن ادب دور

ہی کون جو ہو ترا ثنا گو — بے دست وزبان ہے کیا ہو

منھ کیا جو کرے تری ستایش — تیری ہی جہان جہان نمایش

گو ہر تیرا تری ثنا ہے — تو نے ہی اسے پرو لیا ہے

جس جا ہے کمالِ کبریائی — اُس بحر کا نم ہے یہ خدائی

ہم مین کب قدرتِ ثنا ہے — خود حمد تری تجھے بجا ہے

ملکِ عرب و عجم مین ہر جا — بجتا تہا زبان کا جسکی ڈنکا

ایسے افصح کا یہ بیان ہو — پہنچا جسکا یہان نشان ہو

عاجز ہو جہان فصاحت آرا — اُسکا ہی زبانکو کس کی یارا

ٹوٹی ہوئی زبان والے — ٹھٹکے ٹھٹکے بیان والے

ایسی حالت ہو جب ہماری — کس منھ سے کرین ثنا تمہاری

اظہار خطا یہان خطا ہے — شرکت سرور سے ناروا ہے

اب عذرِ گنہ قصور ہے یان — شرکت بھی ادب سے دور ہے یان

## رُباعی

من کیستم اندر چہ شمارم چہ کسم
در قافلہ کہ اوست دانم نرسم

تا ہمرہی سگانش باشد ہوسم
این بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ
لِوَاءِ الْحَمْدِ وَصَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْفَائِزِيْنَ
بِبَذْلِ الْمَجْهُوْدِ وَنَيْلِ الْمَقْصُوْدِ
وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا
اِلٰهِيْ اِلٰهِيْ خَلِّصْنَا
عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْمَلَاهِيْ
وَاَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ

ناچیز ہوں کس شمار میں ہوں
جسکے کہ تو تنکا ساتھ بھی دوں

ہے دور اُسکا قافلہ ہے
اور پست ہمارا حوصلہ ہے

اس قافلہ تک ہوس ہی پہونچے
اس جا بانگ جرس ہی پہونچے

یارب جو حبیب ہیں محمدؐ
پہونچا اُن پر درود بیحد

صلوات خدا اُسے بجا ہے
وہ حمد کا ناصب لوا ہے

جسکو ہے عطا مقام محمود
اُمت کی شفاعت اسکی مقصود

آل و اصحاب ہیں جو فائز
ان پر بھی درود حق ہے جائز

اللہ و رسول کے ہیں پیارے
ہم عاصیوں کے یہ ہیں سہارے

جد و جہد اور دقتوں سے
پایا مقصود محنتوں سے

بیحد اُنپر سلام پہونچا
ہر دم ہر صبح و شام پہونچا

دنیا سب کھیل ہے تماشا
اُس سے ہمکو بچا خدایا

اس لہو و لعب سے تو بچا دے
اشیا کی حقیقتیں دکھا دے

غشاوهٔ غفلت از بصر بصیرتِ ما بگشا سے و ہر چیزے را چنانکہ ہست بما بنمائے نیستی را در صورت ہستی بما جلوہ مدہ و از نیستی بر جمال ہستی خود پردہ منہ۔ این صور خیالی را آئینۂ تجلیات حسنِ جمالِ خود کن۔ نہ علتِ حجاب و دوری و این نقوش وہمی را سرمایۂ دانائی و بینائی ما گردان۔ نہ آلتِ جہالت و کوری محرومی و مہجوری ما ہم از ماست۔ ما را با ما مگذار و ما را از ما رہائی کرامت کن۔ و با خود آشنائی ارزانی دار

## رباعی

یارب دلِ پاک و جانِ آگاہم دہ
آہِ شب و گریۂ سحرگاہم دہ
در راہِ خود اول ز خودم بیخود کن
آنگہ بیخود ز خود بخود راہم دہ

آنکھوں سے اٹھا حجاب غفلت — روشن کر دیدۂ بصیرت

جو چیز ہو جیسی فی الحقیقت — ہمکو تو دکھا دے اسکی صورت

جلوہ اس نیستی کا ہم پر — ہو جائے کہین نہ ہست بنکر

اپنی ہستی پہ نیستی کا — ہرگز ڈالے نہ رکھ تو پردا

ہین ساری یہ صورتین خیالی — مرآت تجلی جمالی

ان سے پائین تری حضوری — بنجائین کہین نہ وجہ دوری

یہ نقشے جو وہم کی ہے کنجی — دانش کی بنا ہماری پونجی

سارے یہ نقوش رنگ والے — اندھے پن کے نہین تہ آلے

تجھسے ہہو را در محروم — ہم آپسے ہین ہوا یہ مفہوم

ہمکو ہمسے رہا تو کر دے — اور آپسے آشنا تو کر دے

دل پاک دے اور جان آگہ — آہ شب و گریۂ سحر گہ

اول مجھسے مجھے بھلا دے — بیہوشی مین اپنی رہ دکھا دے

## رباعی

یارب همه خلق را بمن بدخو کن
وز جمله جهانیان مرا یکسو کن
روی دل من صاف کن از هر جهتی
در عشق خودم یکجهت یکرو کن

## رباعی

یارب ها نیم ز حرمان چه شود
راهی دهیم بکوی عرفان چه شود
بس گبر که از کرم مسلمان کردی
یک گبر دگر کنی مسلمان چه شود

## رباعی

یارب ز دو کون بی نیازم گردان
وز افسر فقر سرفرازم گردان
در راه طلب محرم رازم گردان
زان ره که نه سوی تست بازم گردان

## تمهید

این رساله الیست
مسمی به لوائح در بیان

بیخود اپنے سے آپ ہو کر　　ہوں راہ تری خودی کو کھو کر

سبکو بد خو مرا بنا کر　　سب سے یکسو مرے خدا کر

ہر مست سے پھیر دل کو میرے　　سب کے دل ہاتھ مین ہین تیرے

اپنی الفت مین مجھکو یکسر　　یک سو یک رو یک جہت کر

حرمان سے ہمین بچا ہی دیتا　　کوئی عرفان دکھا ہی دیتا

جو گبر تھے کافرون مین شیطان　　تو نے سبکو کیا مسلمان

اک گبر جو رہ گیا ہے پنہان　　اسکو بھی تو بخش دیتا ایمان

کونین سے بے نیاز کر دے　　اور افسر فقر سر پہ دھر دے

گر راہ طلب مین مجکو محرم　　اس راز سے رکھ مجھے تو ہمدم

تجھ تک جو راستہ نہ ہو مجھے　　اس راہ سے مجکو پھیر ہی دے

## تمہید

یہ ایک رسالہ ہے لوایح　　اسمین عرفان کے ہین نصایح

معارف و معانی کہ بر الواح اسرار و ارواح ارباب عرفان و اصحابِ ذوق و وجدان لائح گشتہ بعبارات لائقہ و اشارات رائقہ متوقع کہ وجودِ مقصدئِ این بیان را زنبینند۔

و بر لبساطِ اعراض و بساط اعتراض نہ نشینند۔ چہ او را درین گفتگو نصیبی جز منصب ترجمانی نیست۔ و بہرہ غیر از شیوہ سخن رانی نے۔

## رباعی

من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے
از ہیچ و کم از ہیچ نیاید کارے
ہر سر کہ ز اسرار حقیقت گویم
زانم نبود بہرہ بجز گفتارے

ہی شرح معارف و معانی — اسرار ہین اس مین سب نہانی
ارباب شہود و اہل عرفان — اصحاب مذاق و اہل وجدان
یہ لوگ ہین صوفیان کامل — علم باطن تھا ان کو حاصل
اسرار بھرے ہین سینے انکے — گنج عرفان سفینے انکے
روشن اُن پر جو کچھ ہوا ہے — مین نے ظاہر اسے کیا ہے
لایق فایق عبارتون مین — پاکیزہ و صاف اشارتون مین
کاتب کو حروف کے نہ دیکھو — اور اُسکے بیان سے منھ نہ پھیرو
اور کیجے نہ اعتراض اسپر — عارف کو ہی اعتراف جسپر
گویا وہ ہین لفظ مین زبان ہون — صرف اُنکے بیان کا ترجمان ہون
سچ پوچھو تو مین وہی سخندان — یان صرف ہی شیوہ سخن دان

مین ہیچ ہون ہیچ سے بھی کمتر — ہی ہیچ کا ہیچ کام اکثر
اسرار خدا جو کھولتا ہون — عارف ہی کے قول بولتا ہون

## رباعی

در عالم فقر بے نشانی اولی | در قصۂ عشق بے زبانی اولی
زان کس کہ نہ اہل ذوق و اسرار بود | گفتن بطریق ترجمانی اولی

## رباعی

سفتم گہری چند چو روشن خردان | در ترجمہ حدیث عالی سندان
باشد ز من ہیچمدان معتمدان | این تحفہ رساند بشاہ ہمدان

## لائحہ اول

مَاجَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ پ ۲۱

حضرت بیچون کہ ترا نعمت دادہ است در درون تو جز یک دل نہادہ است تا در محبت او یکرو باشی و یکدل۔ و از غیر او معرض و برو مقبل نہ آنکہ یکدل را بصد پارہ کنی۔ و ہر پارہ را در پے مقصدے آوارہ کنی

ہی عالمِ فقر لامکانی
بہتر اِس جا ہی بے نشانی

کچھ اور ہے عشق کی کہانی
لازم اِس مین ہی بے زبانی

تا اہل سے راز کیا کہو مین
بہتر ہے جو ترجمان ہون مین

مثل ہے دوستی دل و خرد مند
مین نے موتی پرو لیے چند

جسکا مانا ہوا بیان ہے
یہ شرح اُسی کی ترجمان ہے

اس ہیچدان کا معتمد سے
شاہِ ہمہ دان کو تحفہ پہونچے

## تجلی پہلی

دنیا مین خدا نے آدمی کو
یک سینہ مین دل نہین دیے دو

جو نعمت حق تجھے عطا ہے
اور ایک ہی دل تجھے دیا ہے

تا عشق مین اُسکے ہو کے یکرو
دلکو رکھے تو اسے یکسو

مُنھ پھیر کے اپنا ماسوا سے
ور رکھے لگی ہوئی خدا سے

کرنا ایسا نہ تو خدارا
اِس ایک ہی دل کو پارا پارا

## رباعی

اے آنکہ بقبلۂ بتان دوست ترا
برمغز چرا حجاب شد پوست ترا

دل در پے این و آن نکوست ترا
یک دل داری بس است یک دوست ترا

## لائحہ دوم

تفرقہ عبارت ازانست کہ دل را بواسطۂ تعلق بامور متعددہ پراگندہ سازی۔ وجمعیت آنکہ ازہمہ بمشاہدۂ واحد پردازی۔ جمعے گمان بردند کہ جمعیت در جمع اسباب است در تفرقۂ ابد ماندند۔ و فرقۂ بیقین دانستند کہ جمع اسباب از اسباب تفرقہ است دست ازہمہ افشاندند۔

قبلہ ہی تون کی سمت تیرا
ہی مغز کا پوست تیرا پردا

کیا کیا دل مین ترے ہوس ہے
اک دل ہی تو ایک یار بس ہے

## تجلّی دوسری

سمجھو تم تفرقہ کا معنیٰ
دلکو ہر جائی سے بنانا

جمعیت کا یہ معنیٰ جانو
سب پر بس ایک ہی نظر ہو

بعضون کا یہان گمان یہی ہے
جمع اسباب دنیوی ہے

جو سمجھے ہین جمع کا یہ معنی
اسباب جہان کا جمع کرنا

بس تفرقہ ابد مین ہین وہ
گمراہ ہین راہ بد مین ہین وہ

اور جس نے یقین سے یہ جانا
اس جمع کو صدق سی یہ مانا

یعنی اسباب وار دنیا
بے شبہہ سبب ہی تفرقہ کا

لو اپنی لگا کے اپنے رب سے
دھو بیٹھے ہین اپنا ہاتھ سب سے

### رباعی

ای درد دل تو مہر از مشکل ہمہ
مشکل شود آسودہ تر از دل ہمہ
چون تفرقۂ دلست حاصل ز ہمہ
دل را بیکے سپار و بگسل ز ہمہ

### رباعی

ما دام کہ در تفرقۂ وسواسی
در مذہب اہل جمع شرّ الناسی
واللہ تو نہ ناسی بلی نسناسی
نسناسی خود ز جہل می نشناسی

### رُباعی

ای سالک رہ سخن ز ہر باب مگوئے
جز راہ وصولِ ربِّ ارباب مپوئے
چون علّتِ تفرقہ است اسبابِ جہان
جمعیتِ دل ز جمع اسباب مجوئے

تیرا دنیا مین لگ گیا دل | اسمین ہی طرح طرح کی مشکل
اسباب جہان جہان جہان ہے | دل کو آسودگی کہان ہے
ہی تفرقہ دل کا سب حاصل | تب چھوڑکے دیدی ایک کو دل

جبتک اِس تفرقہ مین تو ہے | وسواس کی تیرے مین بو ہے
مذہب یہی اہل جمع کا ہے | انسانین سب سے تو بُرا ہے
انسان انسان ہنین کہینگے | نسناسو مین تجھے گنینگے
نادانی سے اپنی ہے تو جاہل | نسناسی سے ہی اپنی غافل

اے سالک رہ بنا نہ باتین | گمراہی کی ہین سب یہ گھاتین
جز راہِ خدا گذر نہ کرنا | اِس راہ سے در گذر نہ کرنا
اسبابِ جہان سے پانہ ذلت | ساری ہی یہ تفرقہ کی علت

جمع اسباب مین تو تو ہے
جمعیتِ دل کی جستجو ہے

## رباعی

ای دل طلب کمال در مدرسه چند
تکمیل اصول حکمت و هندسه چند
هر فکر که جز ذکر خدا وسوسه است
شرمی ز خدا بدار این وسوسه چند

## لایحهٔ سوم

حضرت حق سبحانه تعالی همه جا حاضر است و در همه حال بظاهر و باطن ناظر است زهی خسارت که تو دیده از لقای او برداشته سوی دیگر نگری و طریق رضای او بگذاشته راه دیگر سپری

اے دل کبتک رہیگا طالب
ہی ذوق کمال تجھپہ غالب

کیا تجکو ملے گا مدرسہ مین
حکمت درا اصول و ہندسہ مین

جس فکر مین ہو نہ ذکر باری
وسواس کی فکر ہے وہ ساری

بچنا وسواس کی بلا سے
کچھ تو شرما ذرا خدا سے

## تجلی تیسری

وہ حق سبحانہٗ تعالیٰ
سب جا موجود رہنے والا

سب کے باطن ہون یا ہون ظاہر
ان پہ سب حال مین ہی ناظر

صد حیف تو اسمین پائے نقصان
پہر جائے تو جائے تیرا ایمان

منہ پہیر کے یار کے لقا سے
آنکھ اپنی لڑائے ماسوا سے

اور اسکی رہ رضا کو چھوڑے
منہ اور ہی سمت اپنا موڑے

بھٹکے جو تو راہ چلتے چلتے
رہجائے گا ہاتہہ ملتے ملتے

## رباعی

آمد سحر آن دلبر خونین جگران — گفت ای ز تو بر خاطر من بار گران
شرمت بادا که من سوی تو نگران — باشم تو نهی چشم بسوی دگران

## رباعی

ما ئیم براہ عشق پویان همه عمر — وصل تو بجد و جهد جویان همه عمر
یکچشم زدن خیال تو پیش نظر — بهتر که جمال خوبرویان همه عمر

## لائحۂ چہارم

ماسوای حق عزّ و علا در معرض زوال است و فنا حقیقتش معلومیست معدوم۔ و صورتش موجودیست موهوم۔ دیروز نه بود داشت و نه نمود و امروز نمودیست بے بود۔ و پیداست که فردا از وے چه خواهد گشود

خونین جگروں کا یار دلبر
بولا اک صبح دم یہ آکر
تجھسے ہوئی جان دق ہماری
دلبر ہی اُسی کا بوجھ بھاری
شرما تو سہی خطا پر اپنی
نازاں ہی تو اس ادا پر اپنی
تجھپر تو رہے نگاہ میری
اغیار پہ ہو نگاہ تیری

ہم عشق مین اپنی عمر کھوئین
اور وصل مین جانسے ہاتھ دہوئین
آنکھوں مین خیال اسکا پل بھر
عالم کے جمال سے ہے بہتر

## تجلی چوتھی

خلّاق جہان کے جو سوا ہے
بس اسکو زوال ہی فنا ہے
اعیان مین ہی حقیقت اُسکی معلوم
خارج مین وجود اس کا معدوم
اعیان مین ہی صورت اُسکی مفہوم
عالم مین خیال کے ہی موہوم
کل اسکا نمود تھا نہ تھی بود
ہی آج نمود غیر موجود
اس لعو و نمود سے جو پیدا
کل دیکھئے اس سے کیا کھلیگا

زمام انقیاد بدست آمال وامانی چہ دہی۔
وپشت اعتماد برین مزخرفاتِ فانی چہ نہی
دل از ہمہ برکن۔ ودر خدائے بند۔ واز ہمہ
بگسل وبا خدائے پیوند اوست کہ ہمیشہ
بود۔ وہمیشہ باشد۔ وچہرہ کہ بقایش را
خار ہیچ حادثہ نخراشد۔

## رباعی

| | |
|---|---|
| ہر صورتِ دلکش کہ ترا روی نمود | خواہد فلکش زود ز چشم تو ربود |
| رو دل بکسے دہ کہ در اطوارِ وجود | بوداست ہمیشہ با تو و خواہد بود |

## رباعی

| | |
|---|---|
| رفت آنکہ بقبلۂ بتان رو آرم | حرفِ غم شان بلوح دل بنگارم |
| آہنگ جمالِ جاودانی دارم | حسنیکہ نہ جاودان ازو بیزارم |

| | |
|---|---|
| ارمانون مین تو کیون گھرا ہے | کیون دارِ فنا کا مبتلا ہے |
| فانی یہ کیا ہے کیون بھروسا | ہین سب یہ مزخرفات بیجا |
| دنیا سے تو اپنا دل اُٹھاکر | اللہ سے اسکو آشنا کر |
| ہاتھ اپنا جہان سے اُٹھالے | ہوجا اللہ کے حوالے |
| باقی نہ یہان کوئی رہیگا | وہ ہو رہی تھا وہی رہیگا |
| اور اسکی بقا مین کوئی حادث | ہوتا ہی نہین فنا کا باعث |
| صورت دلکش نظر جو آئے | اسکو تجھ سے فلک چھڑائے |
| دل اُس سے ملا مزا لیگا | جو ساتھ ہی تیرے اور رہیگا |
| وہ وقت گیا گیا زمانا | قبلہ بتخانے کو بنانا |
| دل پر اسکے فراق و غم کا | پورا ہوا حوصلہ ستم کا |

سے ہے قصد جمال جاودانی
بیزار ہون تجھ سے حسنِ فانی

## رباعی

چیزیکہ نہ روے در بقا باشی ازو | آخر ہدفِ تیر فنا باشی ازو
از مہر چہ میردگی جدا خواہی شد | آن بہ کہ بزندگی جدا باشی ازو

## رباعی

ای خواجہ اگر مال و اگر فرزند است | پیداست کہ مدۃِ بقائش چند است
خوش آنکہ دلش بدلبری بند است | کش با دل و جان اہل دل پیوند است

## لائحہ پنجم

جمیل علی الاطلاق ذو الجلال والافضال است
ہر جمال وکمال کہ در جمیع مراتب ظاہر است
پرتو جمال و کمال اوست۔ آنجا تافتہ ارباب
مراتب بدان ہمت جمال وصفِ کمال یافتہ۔ ہر کرا
دانائی دانی اثر دانائی اوست۔ وہر کجا بینائی مبنی ثمرہ بینائی است

گر تو رہے لابقا پہ مائل　　ہوگا تیر فنا کا گھائل
مر کر تو جدا ہو گر کسی سے　　بہ چھوڑ اسکو تو اپنے جیتے جی سے
زر ہو ترے پاس یا کہ فرزند　　ظاہر ہو کہ وہ رہینگے تا چند
خوش دل ہو وہ جان و دلسے اپنے　　ملجائے جو جاکے اہل دلسے

## تجلی پانچوین

الیسا ہے جمیل میرا صاحب　　اطلاق اسکے لئے ہو واجب
اور ہو وہی ذو الجلال والافضال　　رکھتا نہین کوئی اپنی تمثال
جس شئے مین جو ہو جمال ظاہر　　جس چیز مین ہو کمال ظاہر
اسکے ہی جمال کا ہو یہ ضو　　اسکے ہی کمال کا ہو پرتو
سب جا روشن ہو نور اسیکا　　ہر ایک مین ہو ظہور اسیکا
کوئی دانا یہاں اگر ہے　　اسکی دانائی کا اثر ہے
آئے جو تری نظر مین بینا　　اسکی بینائی کا ہو ثمرا

وبالجملہ ہمہ صفات اوست کہ از اوج کلیت و اطلاق تنزّل فرمودہ۔ ودرحضیض جزویتہ وتقید تجلی نمودہ۔ تاتو از جزو بہ کل راہ بری۔ واز تقید باطلاق روئے آوری نہ آنکہ جزو را از کل ممتاز دانی وبمقید از مطلق بازمانی۔

رباعی

رفتم بہ تماشای گل آن شمع طراز
چون دید میان گلشنم گفت بناز

من اصلم و گلہائے چمن فرع من است
از اصل چرا بفرع میمانی باز

جتنے مطلق صفات ہین کل
جزوی مین فرو دیا گئے ہین
اسدم تجھسے یہی ہے امید
اس جزو سے کل کی راہ لینا
جزو و کل مین نہین اُلجھنا
تقیید مین یون تو بہ بجائے

کلی سے کئے ہین یان تنزل
تقیید جہان مین آگئے ہین
اطلاق مین جا تو چھوڑ تقیید
اس گنج کو ہاتھ سے نہ دینا
دونون کو بس ایک ہی سمجھنا
مطلق سے کہین تو رہ نہ جائے

کرتا تھا گلون کا مین تماشا
اس باغ مین شمعرو نے دیکھا
بولا وہ عجب ادا سے مجکو
سوجھی کیا اس چمن مین تجکو
مین جزو ہون یہ گل ہین میری ڈالی
جزو چھوڑ کے شاخ کی ہوا لی

## رباعی

از لطفِ قد و صباحت چہ کنی ا ور سلسلۂ زلف مجعد چہ کنی
از ہر طرفے جمال مطلق تابان ای بیخبر از حسن معیّد چہ کنی

## لائحہ ششم

آدمی اگرچہ بسبب جسمانیت در غایتِ کثافت است اما بحسب روحانیت در نہایت لطافت است بہرچہ روئے آرد حکمِ آن گیرد۔ و بہ ہرچہ توجہ کند رنگ آن پذیرد ولہذا حکما گفتہ اند

چون نفسِ ناطقہ بصور مطابق حقائق متجلّی شود وباحکام صادق آن متحقق گردد

لطف قامت سے کیا ملیگا | اچھی صورت کو کیا کریگا
کیون زلف کے سلسلہ مین اُلجھا | کیون مار کو یار اپنا سمجھا
ہوگا تیرا نہ یہ موید | نادان یہ حسن ہے مقید
حُسن اسکا ہی ہر طرف نمایان | مطلق ہی جمال جسکا تابان

## تجلی چھٹی

انسان سے ہی جسم مین کثافت | ہی روح کی وجہ سے لطافت
جس سمت ہوا اگر یہ مائل | کرتا ہی اُسی کا حکم حاصل
جس چیز پہ دل سے آئیگا وہ | اس چیز کا رنگ لائیگا وہ
حکما نے یہ قول جو کہا ہی | بالکل وہ درست ہی بجا ہے
صورتین مطابق حقایق | ق | ظاہر ہو جبکہ نفس ناطق
احکام اُسکے ہون جتنے صادق | تحقیق سے آئین جب موافق

## عبارت کانّها الوجود کلّه وایضًا

عموم خلائق بواسطۂ شدت اتصال بدین صورت جسمانی وکمال اشتغال بدین پیکرِ ہیولانی چنان شدہ اند کہ خود را ازان باز نمیدانند وامتیاز نمی توانند

### وفی المثنوی المولوی قدس سرّہٗ

| | |
|---|---|
| ای برادر تو ہمین اندیشۂ | مابقی تو استخوان و ریشۂ |
| گر گلست اندیشۂ تو گلشنی | ور بود خارے تو ہمہ گلخنی |

پس باید کہ بکوشی۔ وخود را از نظرِ خود بپوشی وبر ذاتی اقبال کنی۔ وبحقیقتے اشتغال نمائی کہ درجات موجودات ہمہ مجالی جمالِ او یند ومراتبِ کائنات مرایٰ کمالِ او۔ دربن نسبت چندان مداومت نمائی کہ باجان تو درآمیزد

صارت کا نہا الوجود کل | بس ہو گیا کل وجود بالکل
جسم و پیکر مین عام خلقت | شدّت سے ہوئی ہی محو حیرت
آتی نہین اس سے باز ہرگز | رکھتی نہین امتیاز ہرگز

مضمون یہ جناب مولوی سے
ظاہر ہے کتاب مثنوی سے

اس فکر مین ہو تو اے برادر | ہڈی بھی ہے مین تیرا پیکر
گل کی جو ہو ہو ہین تو گلشن | کانٹا ہے تو بنگیا ہے گلخن
لازم کوشش ہے تجھکو اسجا | اپنی ہی نظر مین آپ جیسا
بہتار ہے جسکی ذات کا دم | ہو اسکی حقیقتوں سے ہمدم
یعنی اشیاء جہان کی ساری | ہین جلوہ گہ جمال باری
عالم کے مراتب اور درجات | اسکے ہی کمال کے ہین آیات
کچھ دن نسبت یہ کھینچے پیہم | یانتک کہ ہو تیری جان ہمدم

وہستی تو از نظرِ تو برخیزد اگر بخود روئے آوری روئے باُو آوردہ باشی۔ وچون از خود تعبیر کنی۔ تعبیر ازو کردہ باشی۔ مقیّد مطلق شود۔ و انا الحق ہو الحق گردد۔

## رباعی

گر در دل تو گل گذرد گل باشی / ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کلست اگر روزی چند / اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی

## رباعی

ز آمیزشِ جان و تن توئی مقصودم / وز مردن و زیستن توئی مقصودم
تو دیر بزی کہ من برفتم ز میان / گر من گویم ز من توئی مقصودم

ہستی کا تری نہو اثر کچھ　　تجکو نہ رہے تری خبر کچھ
اپنی جانب جو رخ ہو تیرا　　اُسکی ہی طرف وہ رخ رہیگا
جس بات کو تو کہے کہ میری　　وہ بات اسکی ہو نہ تیری
تہا وہ جو مقید اب ہو مطلق　　ہو جائے انا الحق اب ہو الحق

گل کی دہن تجہی بنگیا گل　　بلبل کا ہی دہیان تو ہی بلبل
تو جزو ہے اور کل خدا ہے　　اس جزو سے کل کہان جدا ہے
اس فکر مین تو اگر رہے گا　　کل کی دہن ہی مین کل بنیگا

جب دم تن جان سے ملا ہی　　تو ہی مقصد مرا بنا ہے
باقی تو رہے مین اب فنا ہون　　خود آپ مین آپ کہو گیا ہون
مرنا جینا جو کچھ مرا ہے　　تو ہی تو اس سے مدعا ہے

کہتا ہون جو مین یہ مین ہی تیری
مین سے تو ہی غرض ہی میری

## رباعی

کے باشد و کے لباس ہستی شدہ شق | تابان گشتہ جمالِ وجہِ مطلق
دل در سطواتِ نورِ او مستہلک | جان در غلباتِ شوق و مستغرق

## لائحہ ہفتم

ورزش این نسبت این شریفہ می باید کرد بر وجہیکہ در ہیچ وقتے از اوقات وحالتے از ان حالات خالی نباشی چہ در آمدن و ورفتن وچہ در خوردن وخفتن۔ وچہ در شنیدن وگفتن۔ وبالجملہ در جمیع حرکات وسکنات حاضر وقت می باید بود۔ تا بطالت نگذرد بلکہ واقف نفس باشی تا بغفلت برنیاید۔

ہستی کا کہین لباس شق ہو — چمکے جس سے جمال مطلق
دل محوِ تجلیِ خدا ہو — جان اسکے ہی شوق مین فنا ہو

## تجلی ساتوین

نسبت کی بڑہا کرے دلمین ہمیش — لازم ہی کہ اسکی رکھے ورزش
یعنی کوئی وقت کوئی حالت — اس سے خالی رہے نہ نسبت
سوتے کہاتے اور آتے جاتے — باتین سُنتے بہی اور سُناتے
جملہ حرکات ہون کہ سکنات — مصروف رکھو ان مین اپنی اوقات
یادِ حق سے نہو تو باہر — ناظر دید و سنے دل سے حاضر
اپنے ہر دم پہ ہوش رکہنا — حق کی باتون پہ گوش رکہنا
اس بات مین اب نہ کاہلی کر — غفلت سے یہان نہ جاہلی کر
خالی کوئی دم نکل نہ جائے — اس رہ سے قدم پہسل نہ جائے

## رباعی

رخ گرچه نمی نمائیم سال بسال
دارم همه جا با همه کس در همه حال
حاشا که بود مهر ترا وهم زوال
در دل ز تو آرزو و در دیده خیال

## لائحہ ہشتم

همچنانکه امتدادِ نسبت مذکوره بحسب شمول جمیع اوقات و ازمان واجبست همچنین ازدیاد کیفیتِ آن بسبب تعرّی از ملابسه اکوان و تبرّی از ملاحظه صورِ امکان اهم مطالبست۔ و آن جز بجهدے بلیغ و جدّے تمام در نفیِ خواطر و اوهام میسّر نگردد۔

یون تو برسون ہی مجھسے پنہان
پر چھپ سکا وہ مہر تابان

ہرگز مرے وہم تک نہ آئے
یعنی وہ کبھی زوال پائے

ہردم ہراک سے اور ہر جا
تیری صورت کا ہی تماشا

آنکھون مین ہی دلمین ہی تو ہر جان
تیرا ہی خیال تیرا ارمان

## تجلی آٹھوین

حاصل کرنے مین ایسی نسبت
جیسی اب ہی تجکو مدت

جسمین اک پل نہ رائیگان ہو
بیکار نہ تو کسی زمان ہو

ساتھ اسکے بڑھا تو کیفیت کو
قائم رکھ ایسی حیثیت کو

دہندے دنیا کے چھوڑ دینا
منہ شکل جہان سے موڑ لینا

جیسی نسبت اتم ہو تجکو
کیفیت بھی اہم ہو تجکو

وہم اور خطرونکو دور کردے
دل کو بس نور نور کر لے

جد و جہد اسمین کر تو کامل
بے کوشش یہ نہو گا حاصل

ہر چند خواطر منتفی تر و سا وس مختفی تر آن نسبت قوی تر۔ کوشش می باید کرد تا خواطر متفرقہ از ساحت سینہ خیمہ بیرون زند۔ و نورِ ظہور ہستی حق سبحانہ بر باطن پر تو افگند ترا از تو بستاند۔ و از مزاحمت اغیار بر ہاند۔ نہ شعور بخودت ماند و نہ شعور بعدم شعور۔

بَلْ لَمْ یَبْقَ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ

## رباعی

یارب مددے کز زدئی خود برہم
در ہستی خودم از خود بیخودکن

از بد بر ہم و زبدئی خود برہم
تا از خودی و بیخودئی خود برہم

جیسی نسبت تری توی ہو
کوشش اسمین ضرور کرنا
تا ہستی حق ظہور پائے
تجکو تجہسے وہ چہین لیگا
باقی تجہ مین رہے نہ پہر ہوش
یکتا ہی وہی وہی صمد ہے

خطرے وسواس مین کمی ہو
دل سے خطرونکو دور کرنا
جب سے دل تیرا نور پائے
غیرونسے تجھے چھڑا ہی دیگا
اس عش سے بہی تو ہو فراموش
واحد ہی وہی وہی احد ہے

یارب ہو مدد کہ مین ہون عاصی
اس میری دوئی سے دے خلاصی

بدسے چہوٹون بدیسے نکلون
خودسے بیخود بے مجھے بنا کر

اپنے سے اور خودیسے نکلون
اپنی ہستی مین تو فنا کر

کچھ کام رکھون نہ پہر کسی سے
باز آؤن خودی و بیخودیسے

## رباعی

آنرا کہ فنا شیوہ و فقر آیین است
نے کشف و یقین نے معرفت نے دین است
رفت او ز میان ہمین خدا ماند خدا
الفقر اذا تم ہو اللہ این است

## لائحہ نہم

فنا عبارت از آنست کہ بواسطۂ استیلائے
ظہور ہستی حق بر باطن بہ ماسوائے او شعور نماند
و فناء فنا آنکہ بآن بے شعوری ہم شعور نماند
و پوشیدہ نباشد کہ فناء ز فنا در فنا مندرج است
زیرا کہ صاحبِ فنا را اگر بہ فناءِ خود شعور باشد
صاحبِ فنا نباشد بجہت آنکہ صفت
فنا و موصوف آن از قبیل ماسوائے حق اند سبحانہ
پس شعور بآن منافی فنا باشد

جسدم جسکا فنا ہو شیوہ — اور فقر بھی اُسکا ہو طریقہ
کیا کام ہے کشف اور یقین سے — کیا واسطہ معرفت سے دین سے
جب آپسے خود وہ کھو گیا ہی — باقی اللہ اللہ ہی ہو گیا ہے
ارشاد نبی یہ حق ہے واللہ — ہی فقر کی انتہا ہو اللہ

## تجلی نوین

عارف کی غرض یہی فنا ہے — رکھے نہ شعور ماسوا سے
باطن پہ ظہور حق کی شدت — جب تک تو ہے ماسوا سے غفلت
جب ایسی فنا کی بھی فنا ہو — تمیز کا پھر نہ حوصلہ ہو
ہی درج فنا۔ فنا فنا کی — صورت ہی یہی فنا بقا کی
فانی کو فنا کا ہوش گر ہے — وہ اصل فنا سے بیخبر ہے
ایسے فانی کو اس فنا کو — اللہ کے ماسوا ہے جانو
باقی ہوا گر فنا مین تمیز — پھر ایسی فنا فنا ہے ناچیز

## رباعی

زین سان کہ بقاء خویشتن میخواہی — از خرمن ہستیت جوی کی کاہی
تا یکسر مو ز خویشتن آگاہی — گردم نزنی از رہ فنا گمراہی

## لائحہ دہم

توحید یگانہ گردانیدنِ دلست۔ یعنی تخلیص و تجرید او از تعلق باسوائے حق سبحانہ ہم از روے طلب و ارادت و ہم از جہت علم و معرفت یعنی طلب و ارادت او از ہمہ مطلوبات و مرادات منقطع گردد و ہمہ معلومات و معقولات از نظر بصیرت او مرتفع شود۔ از ہمہ روے توجہ بگرداند و بغیر حق سبحانہ تعالیٰ آگاہی و شعورش نماند

گر اپنی بقا فنا مین چاہے — تو گرد فنا کو بھی نبا ئے
اور ایسی فنا سے تیری ہستی — اک دانہ جو بھی کم نہو گی
جبتک اک بال بھی برابر — باقی تجھ مین شعور رہو گر
فانی ہرگز نہین تو واللہ — ہے بلکہ رہِ فنا سے گمراہ

## تجلی دسوین

توحید کا اصل ہے یہ معنیٰ — اِس دلکو بنا ئیے یگانہ
یعنی دل کو لگا خدا سے — منھ موڑ لے حق کے ماسوا سے
دنیا کے ارادے اور طلب سے — دل پھیر لے الغرض تو سب سے
اشیاء جہان ہون جتنے معلوم — معروف جو کام ہون کہ مفہوم
جو عقل مین علم مین ہون تیرے — دلکی آنکھونکو اس سے پھیرے
مطلوب بنا خدا کو اپنے — مرغوب بنا خدا کو اپنے
دنیا پہ نہ التفات کرنا — ہر دم دم اپنے رب کا بھرنا

## رباعی

توحید بعرف صوفی ای صاحب سیر | تخلیص دل از توجہ اوست بغیر
رمزی ز نہایتِ مقاماتِ طیور | گفتم بتو گر فہم کنی منطق طیر

## لائحہ یازدہم

مادام کہ آدمی بدام ہوا و ہوس گرفتار است دوام این نسبت از وی دشوار است اما چون آثار جذبات لطف در وی ظہور کند و مشغلۂ محسوسات و معقولات را از باطن وی دور افگند التذاذ بآن غلبہ کند بر لذات جسمانی و راحات روحانی کلفت مجاہدہ از میان برخیزد۔

جز ذاتِ مُقدسِ الٰہی — باقی نہ رہے شعور کچھ بھی

توحید یہی ہے عارفونکی — اور سیر یہی ہے سالکونکی

توحید رجوع ہے خُدا سے — خالی رہے قلب ما سوا سے

اُس جا کی ہی رمز سُن تو بندے — پر بھی مارین نہ وان پرندے

ہمنے وہ دکھائی ہی تجھے سیر — کچھ جانے اگر تو منطق طیر

## تجلی گیارہوین

دنیا مین جو یہ ہوا ہوس ہے — انسان پہ جبتک اسکا بس ہے

دل پر پھندا پڑا رہیگا — اس نسبت سے جُدا رہیگا

پائے جب حق کا لطفِ اظہار — پیدا جذبات کے ہون آثار

عقل و حس سے جو شغل تھا — اسدم باطن سے دور ہوگا

غلبہ لذّت کا اس قدر ہو — جسمی لذّت سے بیخبر ہو

اور روح کی جسقدر ہو راحت — اسکو بھی بھلائیگی یہ لذت

و لذت مشاہدہ در جانش آویزد۔ خاطر از
مزاحمت اغیار بپردازد و زبانِ حالش بدین
ترانۂ ترنم آغازد

## رباعی

کای بلبلِ جان مست بیادِ تو مرا
وی پایۂ غم پست بیادِ تو مرا
لذاتِ جہان ہمہ دسیا فگند
ذوقیکہ دہد دست بیادِ تو مرا

## لائحہ دوازدہم

چون طالبِ صادق مقدمۂ نسبت جذبہ راکہ
التذاذ است بیاد کردن حق سبحانہ در خود
بازیابد۔ می باید کہ تمامی ہمت را بر تربیت و تقویت آن
گمارد۔ و از ہر چہ منافی آنست خود را بازدارد و چنان اند

جب پائے مشاہدونسی لذت — ہو دور مجاہدون کی کلفت
دل مین جب یار جان جان ہو — اغیار کا پھر پتا کہان ہو
اُس دم بزبان عاشقانہ — گائے مستی مین یہہ ترانہ

ای یاد مین تیری یہ میری جان — منّن بلبل ہے مست ہر آن
مین نے تری یاد مین یہہ پایا — میرے غم کا ہے پست پایا
اس یاد مین ذوق کا یہ حال — لذات جہان کی سب ہون پامال

## تجلی بارہوین

اللہ کی یاد کرتے کرتے — دم اُسکی طلب کا بھرتے بھرتے
طالب اپنے مین ایسی نسبت — جب پاکے اوٹھائے اُس سے لذت
لازم ہے بڑہائے اسمین قوت — ہارے نہ وہ تربیت مین ہمت
جو چیز کہ اسمین آئے حائل — اُس چیز پہ ہو کبھی نہ مائل
اس بات کو سچے دل سے مانے — اور اپنے یقین سے یہ جانے

کہ اگر فی المثل عمر جاودانی صرف آن نسبت کند ہیچ نکردہ باشد و حق آن کما ینبغی بجا نیاوردہ۔

## رباعی

بر عود دلم نواخت یک زمزمہ عشق
زان زمزمہ ام ز پای تا سر ہمہ عشق
حقا کہ بعہدہا نیایم بیرون
از عہدۂ حق گذاری یکدمہ عشق

## لائحہ سیزدہم

حقیقت حق سبحانہ جز ہستی نیست و ہستی او را انحطاط و پستی نے۔ مقدس است از سمتِ تبدل و تغیر۔

مثلاً اگر عمر جاودانی — کی صرف بھی اسمین ہوکے فانی
سمجھے نسبت نہ مینے پائی — دولت ابتک نہ ہاتھ آئی
اس کام کا حق بجا نہ لایا — پورا کرنا مجھے نہ آیا

مین کیا کہون عشق نے کیا کیا — دل کی پردون کو جبکہ چھیڑا
دیکھو تو اثر یہہ زمزمے کا — مین بن گیا عشق خود سراپا
ایسا احسان عشق کا ہو — حق شکر کا مجھسے کیا ادا ہو
میرے امکان سے ہے یہ باہر — شکر اسکا ادا کرون جو دم بھر

## تجلی تیرہوین

حق کی ہی حقیقت اسکی ہستی — جسکو نہ گھٹاؤ ہے نہ پستی
تغیر سے پاک ہی یہ بالکل — اور اسمین نہین ہے کچھ تبدل
بڑھنا گھٹنا نہین ہے اسکو — ایسا نہ عدد ہے گنئے جسکو
انداز و شمار سے ہے بیعیب — مقدار سے بھی بری ہے لاریب

و مُبرّا است از وصمتِ تعدد و تکثر و تحول از همه نشانها بے نشان نه در علم گنجد و نه در عیان همه چند ها و چون ها ازو پیدا۔ و او بے چند و چون همه چیز ها یابد و مدرک۔ و او از احاطه ادراک بیرون۔ چشم سر در مشاهدهٔ جمال او خیره و دیدهٔ سر بے ملاحظهٔ کمال او تیره۔

## رُباعی

یَا مَن بِهوٰکَ کُنتُ بِالرُّوحِ سَمَحتُ
هَم فوقی و هم تحت نه فوقی نه تحت
ذاتِ همه جز وجود قایم به وجود
ذاتِ تو وجودِ سازج و هستی بحت

اِس مین نہ تنزّل و تغیّر　　اِس مین نہ تعدُّد و تکثّر

وہ ساری نشانیون سے بے نشان ہے　　اور اُس کا مقام لامکان ہے

آنکھون مین نہ علم مین سمائے　　وہ ذہن و خیال مین نہ آئے

سب چند و چون ہین اس سے پیدا　　اور وہ بے چند و چون ہویدا

اُس سے ہر چیز کی ہے پہچان　　ادراک کی حد سے دُور اسی جان

یہ تاب کہان جو سر کی آنکھین　　دیدارِ جمالِ یار دیکھین

اور اس کا کمال دیکھنے کے　　دل کے دیدے رہے ندیدے

اے شوق مین تیرے بیخودی سے　　ہُون تجھ پہ نثار اپنے جی سے

تو فوق بھی اور تحت بھی ہے　　پر فوق سے تحت سے بری ہے

ہے نیست وجود سب کا دایم　　سب تیرے وجود سے ہے قایم

ہے ذات تیری وجودِ خالص
تیری ہستی نہین ہے ناقص

## رباعی

بس بیرنگست یار دلخواہ ایدل | قانع فشوی برنگ ناگاہ ایدل
اصل ہمہ رنگہا ازان بیرنگیست | من احسن صبغۃ من اللہ ایدل

## لائحہ چہاردہم

لفظ وجود راگاہ بمعنی تحقق وحصول کہ معانی مصدریہ ومفہومات اعتباریہ اند۔ اطلاق میکنند وبدان اعتبار از قبیل معقولات ثانیہ است۔ کہ در برابر وے امرے نیست در خارج۔ بلکہ ماہیات را عارض میشود در تعقل چنانکہ محققان حکما و متکلمین تحقیق آن کردہ اند۔ وگاہ لفظ وجود میگویند وحقیقتی میخواہند کہ ہستی وے بذات خود است۔ وہستی باقی موجودات بوے۔

بیرنگ وہی ہے یار دلخواہ ‏ قانع نہو رنگ پر تو ناگاہ
بیرنگ کی رنگ ہین یہ واللہ ‏ مَنْ اَحْسَنُ صِبْغَۃً مِّنَ اللہ
اللہ کے رنگ سے بھی خوشتر ‏ اےدل دیکھا ہے کوئی دلبر

## تجلی چودھوین

حکماء محققین کے نزدیک ‏ سارے متکلمین کے نزدیک
ہین لفظ وجود کے یہ معنیٰ ‏ اپنی تحقیق سے یہ جانا
یعنی ہے حصول اور تحقُّق ‏ جسکا مصدر سے ہے تعلُّق
ہین یہ مفہوم اعتباری ‏ باتین یہ عقل کی ہین ساری
انکی ہے یہ فلسفہ بیانی ‏ معقول مین از قبیل ثانی
خارج مین کوئی نہین برابر ‏ بلکہ عارض ہے ماہیت پر
بعضون نے وجود کی حقیقت ‏ اسطرح کہی ہے پاکے لذت
بالذات وجود کی ہے ہستی ‏ جس سے موجود کی ہے ہستی

وفی الحقیقۃ غیر از وے موجودے نیست
درخارج بلکہ باقی موجودات عارض وے اند و قائم
بوے چنانکہ ذوق کُمّل کبراء عارفین و عظماء
اہل یقین بآن گواہی میدہد و اطلاق این اسم
بر حضرت حق سبحانہ بمعنی ثانیست نہ بمعنی اول۔

## رباعی

| | |
|---|---|
| ہستی بقیاس عقل اصحاب نمود | جز عارض اعیان و حقایق نبود |
| لیکن بکاشفات ارباب شہود | اعیان ہمہ عارض اند معروض وجود |

## لائحہ پانزدہم

صفات غیر ذات اند من حیث مایفہمہ العقول
و عین ذات اند من حیث التحقق
والحصول۔

خارج مین کوئی سوا نہین ہے — موجود اس سے جدا نہین ہے

عارض مین جہانکے سارے موجود — اس سے قایم ہے جملہ بے بود

ذوقِ عرفاء دین بھی ہے — قولِ اہل یقین بھی ہے

ہے اسم وجود حق کو زیبا — سچے ہین وجود کے یہ معنے

پہلا تھا قول فیلسوفی — اور دوسرا عین ذوق صوفی

ہے عقل مین اہل فلسفہ کی — عارض اعیان کی ہے یہ ہستی

لیکن ہین جو ذی شہود عارف — ہین انکے مکاشفات کاشف

عارض ثابت ہین جملہ اعیان — معروض وجود ذات سبحان

## تجلی سولہوین

اس ذات کے جو صفات ہونگے — اک وجہ سے غیر ذات ہونگے

اک وجہ سے عین ذات ہین یہ — خود ذات ہی سب صفات ہین یہ

وان غیر رہ عقول سے ہین — یان عین رہ حصول سے ہین

مثلاً جسم مین ہو وصف جیسے — موصوف کا اسم بھی ہو ویسے

مثلاً عالم ذات است باعتبار
صفت علم و قادر باعتبار
قدرت - و مرید باعتبار
ارادہ و شک نیست کہ اینہا
چنانکہ بحسب مفہوم بایکدیگر متغایر اند
مر ذات را نیز متغایر اند
اما بحسب تحقق و ہستی عین
ذات اند بآن معنی کہ آنجا
وجودات متعدد نیست
بلکہ وجودیست واحد
و اسما و صفات نسب
و اعتبارات او -

ہون علم کے وصف جسمین سالم
سب لوگ اسے کہینگے عالم

قادر کی صفت ہوئی ہی قدرت
اور وصف مرید ہی ارادت

موصوف و صفت بحسب مفہوم
دونون مین غیریت ہے معلوم

جیسا ہی بہم صفات مین فرق
ویسا ہی صفات و ذات مین فرق

ہستی کی نظر سے تم جو دیکھو
ذات و صفت کو عین پاؤ

اس فرق کو اس طرح نہ جانو
ذات اور صفت کہین جدا ہو

اس جا نہ وجود کی ہو کثرت
جسکو نہ عدد سے کچھ ہی نسبت

اسکا کوئی حصر و حد نہین ہے
ذات اسکی مگر عدد نہین ہے

ایک ہی ہے وجود ہستی ذات
اسم و صفت اسکے اعتبارات

## رباعی

اے در ہمہ شان ذات تو پاک از ہمہ شین
نے در حق تو کیف توان گفت نہ این
از روئے تعقل ہمہ غیر اند صفات
با ذات تو از روئے تحقق ہمہ عین

## لائحہ شانزدہم

ذات من حیث ہی از ہمہ اسماء و صفات معراست۔ و از جمیع نسب و اضافات مبرّا۔ اتصاف او باین امور باعتبار توجہ اوست بعالم ظہور۔ در تجلّی اول کہ خود بخود دبر خود نمود۔

ہر شان مین ذات تیری بی عیب — پاک اور پاکیزہ ہے تو لاریب

کیا کہئے جو کیفیت تری ہے — تو کیف سے این سے بری ہے

قاصر دریافت سے زبان ہے — تو کیسا ہے اور تو کہان ہے

معقول کی رو سے ہے یہی بات — غیر اپنے صفات سے رہی ذات

در اصل ہین سب صفات باری — تحقیق مین عین ذات باری

## تجلی سولھوین

پاک و منزہ حق کی ہے ذات — جسمین نہ نسبتین ہین اضافات

وہ ذات جو سب سے ہے مبرا — اسماء و صفات سے مبرا

تھی اسکی توجہ اس بنا پر — ظاہر عالم مین ہو وہ آکر

اسماو صفت کا مقتضے تھا — عالم مین ہوی جو جا وہ فرما

سب سے پہلی تجلی پاکر — ظاہر ہوئی آپ ہی مین آکر

پہلا ہے تعین اسکا وحدت — پائین تحقیق چار نسبت

نسبت علم و نور و وجود و شہود متحقق گشت
و نسبت علم مقتضی عالمیت و معلومیت شد
و نور مستلزم ظہور و ظاہریت و مظہریت و وجود و شہود
مستتبع واجدیت و موجودیت۔ و شاہدیت
و مشہودیت و ہمچنین ظہور که لازم نور است
مسبوق است به بطون و بطون را تقدم
ذاتی و اولیت است نسبت با ظہور۔
پس اسم اول و آخر و ظاہر و باطن متعین
شده ہمچنین در تجلی ثانی و ثالث
الی ماشاء اللہ نسب و اضافات متضاعف
می شود و ہر چند تضاعف نسب
و اسماء او بیشتر ظہور او بلکه خفاء او بیشتر۔

علم[1] و نور[2] و وجودِ[3] ذاتی — چوتھی نسبت شہود[4] ذاتی

ہے نسبتِ علم سے یہ پیدا — عالم معلوم ہین ہویدا

لازم ہوئی نور سے یہ نسبت — جسمین ہے ظہور و ظاہریت

نکلی ہے وجود سے یہ خصلت — موجودیت اور واحدیت

اور مرتبۂ شہود سے یان — شاہد مشہود کا ہے سامان

ظاہر ہے شہود مین یہ نسبت — مشہودیت اور شاہدیت

اس نور کا ہے ظہور جس جا — ظاہر مین بطون سی آئی اس جا

نسبت باہم ہوئی یہ ظاہر
باطن ظاہر اور اول آخر

پھر دوسری تیسری تجلی — جبتک ہے ذاتِ حق کی مخفی

ہیں جملہ نسبتیں اور اضافات — دُونے ہوتے چلے بدرجات

بڑھتے جو رہے نسب و اسما — بڑھتا ہی چلا ظہور و اخفا

فسبحان اللہ من احتجب بمظاہر نورہ وظہر باسبال ستورہ
خفائے او باعتبار صرافت و اطلاق ذات
است وظہور او باعتبار مظاہر و تعینات ۔

رُباعی

با گل رخ خویش گفتم ای غنچہ دہان
ہر لحظہ مپوش چہرہ چون عشوہ دہان
زد خندہ کہ من بعکس خوبان جہان
در پردہ عیان باشم و بے پردہ نہان

رُباعی

رخسار تو بے نقاب دیدن نتوان
دیدار تو بے حجاب دیدن نتوان
مادام کہ در کمال اشراق بود
سرچشمۂ آفتاب دیدن نتوان

بس پاک وہی ہے حق تعالیٰ — شدت سے ظہور پانے والا
پوشیدہ ظہور نور سے ہے — ظاہر فرطِ ستور سے ہے
اُسکی جو ہے ذاتِ صرفِ مطلق — مخفی اسی وجہ سے ہوا حق
بر وجہ تعیّن و مظاہر — ظاہر ہے وہ خلق ہی کی خاطر
یعنی ہے ظہور کا یہ باعث — صورت پائی ہے جیکے حادث
مظہر مین اُسی کی ذات دیکھو — ظاہر یہ تعینات دیکھو

اُس گل سے کہا کہ کیا نہ عشوہ — ہر لحظہ چھپا نہ اپنا چہرہ
پھر وہ ہنسا یہ ہنس کے بولا — یون غنچہ دہان نے پھر یہ بولا
خوبون کی شکل یہان کہان ہے — برعکس معاملہ یہان ہے
در پردہ عیان ہین ہم جہانمین — بے پردہ نہان ہین ہم جہانمین

کیونکر رخ بے نقاب دیکھین — دیدار کو بے حجاب دیکھین
پورا جب آفتاب چمکے — کب اُسکی چمک پہ آنکھ ٹھہرے

## رباعی

خورشید چو بر فلک زند رایت نور ‌ ‌ در پرتو او خیرہ شود دیدہ ز دور

وآندم کہ کند ز پردۂ ابر ظہور ‌ ‌ فالناظر یلمح الیہ من غیر قصور

## لائحہ ہفتدہم

تعین اول وحدتیست صرف و قابلیتی است محض - مشتمل بر جمیع قابلیات - چہ قابلیت تجرد از جمیع صفات واعتبارات و چہ قابلیت اتصاف بہمہ و باعتبار تجرد از جمیع اعتبارات تا غایتیکہ از قابلیت این تجرد نیز مرتبۂ احدیت است - و مر او راست بطون و اولیت و ازلیت - و باعتبار اتصاف او بجمیع صفات واعتبارات مرتبۂ واحدیت است - و مر او راست ظہور و آخریت و ابدیت -

جب مہر فلک سے ہو منو — خیرہ رہتی ہے آنکھہ اُسپر
گر ابر کی آڑ سے ہو ظاہر — کچھہ دیکھہ سکیگا اسکو ناظر

## تجلی سترہوین

پہلا ہے تعین اس کا وحدت — وہ ایک ہے محض قابلیت
ہر قابلیت ہے اسمین شامل — خارج نہین ایک سب ہین داخل
تجرید مین قابلیتِ ذات — سب محو ہین نعوت و صفو اعتبارات
ہو قابلیت سے بھی مُبرّا — ہوگا احدیت اسم اُس کا
اس مرتبہ کی ہی خاص خصلت — باطن ازلیت اوّلیت
وحدت مین قوا لئے باثبات — پائی ہین صفات و اعتبارات
وحدت مین حقیقتین ہین ساری — وحدت مین ہوا شہود باری
پوری ہوئی وصف مین جو وحدت — پیدا ہوئی اُس سے واحدیت
ہے واحدیت کی لازمیت — ظاہر ابدیت آخریت

واعتبارات مرتبہ واحدیت بعضے ازان قبیل اندکہ
اتصاف ذات بآنہا باعتبار مرتبہ جمع است خواہ
مشروط باشند بتحقیق و وجودِ بعضے حقایق کونیہ
چون خالقیت رازقیت وغیرہما وخواہ
نباشند چون حیات وعلم وارادت وغیرہا
وانیہا اسماء وصفات الہیہ و ربوبیت اند
وصورتِ معلومیت ذات متلبستہ
بہذاء الاسما والصفات حقایق الہیہ است۔
وتلبیس ظاہر وجود بآنہا موجب تعدد وجودی نیست۔ و
بعضے ازان قبیل اندکہ اتصاف ذات بآنہا باعتبار مراتب
کونیہ است چون فصول وخواص وتعینات کہ
ممیزاتِ اعیان خارجیہ اند ازیکدیگر۔

اس جا از روئے اعتبارات ہے جمع کی اتصاف بین ذات

تحقیق وجود کے موافق پائے تفریق یات حقایق

ہے ایک حقایق کیانی اور ایک حقایق آلہی

تحقیق کی شرط جب وہ پائے پھر کوئی حقیقتوں میں آئے

مشروط نہ ہوں تو ہے یہ حقیقت مانند حیات و علم ارادت

اسماء الہیہ ہیں یہ سب اوصاف ربوبیہ ہیں یہ سب

صورت معلومیت میں آئی اسم اور صفت کی شان پائی

صوفی بخطاب اصطلاحی کہتے ہیں حقایق الٰہی

ظاہر میں جو ہو تو ہو تعدد یہ ہے نہ وجود کو تعدد

اور بعض ہیں ایسی اعتبارات ہے ذات کو جن سے اتصافات

ہیں بعض میں اتصاف ذاتی بر وجہ مراتبات کوئی

جس طرح تشخصات عالم نسل و در تعینات عالم

وصور معلومیہ ذات متلبستہ
بہذہ الاعتبارات حقایق کونیہ است
وتلبس ظاہر وجود باحکام و
آثار اینہا موجب تعدد وجودیست
و بعضے ازین حقایق کونیہ را
عند سریان الوجود فیہا باحدیۃ
جمع جمیع شئونہ و ظہور آثارہا واحکامہا
باستعداد ظہور جمیع اسماء الٰہیت۔
سوی الوجوب الذاتی والاستغناء
علی اختلاف المراتب الظہور
شدۃً وضعفاً وغالبیۃً
ومغلوبیۃً۔

خارج کے تمیزات اعیان — تمیز سے ہیں یہ سب نمایان

چند دم اعیان ثابت ذات — پائے ہیں لباس اعتبارات

یان صورتین علم ذات حق کی — کہلائین حقایق کیانی

احکام ایسی حقیقتوں کے — ق — تلبیس وجود مین جب آئے

ظاہر آثار ان کے ہوکر — تعداد وجود پائے باہر

احدیتہ جمع ہین حقایق — سریان وجود کے ہین لایق

باشان ظہور و حکم و آثار — سب کے سب پائے جبکہ اظہار

اسماء الٰہی ان سے پیدا — پورے پورے ہوئے ہویدا

ہوئی یہ غنی وہ ذات واجب — ظاہر ہوئے مختلف مراتب

باصورت ضعف ہو کہ شدت — مغلوبیت کہ غالبیت

جن جن ناموں نے ذات الٰہی — ویسی ویسی ہی شان پائی

کامل اسما سے جسمین آئے — کامل انسان اُسے بنائے

چون تحمل افراد انسانی از انبیا و اولیا
و بعضی را استعداد ظہور بعضے است دون
بعضے علی اختلاف المذکور چون سایر موجودات
و حضرت ذات باحدیتہ جمع شیونہا الالٰہیتہ والکونیتہ
ازلاً و ابداً در جمیع این حقایق کہ تفاصیل مرتبہ واحدیت
اند ساریست و متجلی چہ در عالم ارواح و غیب و چہ در عالم
مثال و چہ در عالم حس و شہادہ چہ در دنیا و چہ در آخرت
و مقصود ازین ہمہ تحقق و ظہور کمال اسمائیست کہ
کمال جلا و استجلاست کمال جلا یعنی ظہور او بحسب این
اعتبارات و کمال استجلا یعنی شہود او مر خود را بحسب ہمین
اعتبارات و این ظہور و شہود لیست عیانی
عینی چون ظہور و شہود مجمل در مفصل -

پورے ہین تمام انبیا مین — روشن ہین تمام اولیا مین

ہین بعض انھین سے چند اعلیٰ — جن سے کہ ہوا ظہور اشیا

جیسی جن مین تھی قابلیت — پائی ویسی ہی کاملیت

ہیں جملہ شیون ذات باری — کونی ہون یا کہ ہون الٰہی

ہو کر سب شامل حقیقت — پائی تفصیل واحدیت

ازلاً ابداً ہے ذات باری — ان مین ہے تجلی اور ساری

سب عالم مین بھی ہے صورت — کیا روح و مثال و جسم و شہادت

دنیا مین اسی احدیت مین — الحاصل جملہ کیفیت مین

تحقیق ظہور حق سے اجلیٰ — مقصود ہوا کمال اعلیٰ

جو وصف کمال کو ملا ہے — اک استجلا اور اک جلا ہے

پہلا ہے جلا ظہور جس کا — استجلا ہے شہود جس کا

عینی مین عیان ظہور کا حال — تفصیل مین ہے شہود اجمال

بخلافِ کمالِ ذاتی کہ ظہورِ ذاتست مر نفس خود را
در نفسِ خود و از برائی نفسِ خود بے اعتبار غیر و غیریت
و این ظہوریست علمی غیبی چون ظہور مفصل در مجمل
و غناء مطلق لازمِ کمال ذاتیست۔ و معنی
غناءِ مطلق آنست کہ شئون و اعتبارات
و احوالِ ذات باحکامہا ولوازمہا۔
علی وجہ کلی جملیکہ در جملہ مراتب حقائق الٰہی
و کونی میسنماید۔ مر ذات را فی بطونہا
و اندراج الکل فی وحدتہا۔ مشاہد و
ثابت باشد۔ بجمیع صورہا۔ و احکامہا۔
کما ظہرت و تظہر و تثبت و تشاہد۔
فی المراتب۔

برعکس اسکے کمالِ ذاتی — ظاہر ہوئی ذات خود بخود ہی

علمی غیبی ظہور ہے یان — غیریت و غیر دُو ہے یان

اِس طرح ظہور یان ہے حاصل — جیسے مجمل مین ہے مفصل

لازم بکمالِ ذاتیِ حق — کہتے ہین جسے غناء مطلق

ق

احوال و شئون اعتبارات — احکام اور سب لوازم ذات

جو درج ہین ساری مرتبون مین — شامل ہین جو سب حقیقتون مین

ہون خواہ حقایق الٰہی — یا ہون وہ حقایق کیانی

بالجملہ یہہ کیفیات ساری — ہین درج بطون ذات باری

کہتے ہین اسے غناء مطلق — مستغنی ہے اسی لئے حق

جتنی چیزین شئون مین ہین — سب ذات کے ہی بطون مین ہین

باجملہ مراتب و کمالات — ہین ساری صُور مشاہد ذات

وحدت مین ہی اندراج کل کا — دانہ مین درخت جیسے گل کا

و ازین حیثیت از وجود جمیع موجودات مستغنی است بکمال قال سبحانہ تعالے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

### رباعی

دامانِ غنای عشق پاک آمد پاک — ز آلودگی وجود ما مشتی خاک
چون جلوہ گر و نظارہ گر جملہ خود است — گر ما و تو در میان نباشیم چہ باک

### رباعی

ہر شان ز صفت کہ ہستی حق دارد — در خود ہمہ معلوم و محقق دارد
در ضمن مقیدات محتاج نیش — از دیدن آن غنای مطلق دارد

### رباعی

واجب بوجود یک بیک مستغنی است — واحد ز مراتب عدد مستغنی است
در خود ہمہ را چو جاودان می بیند — از دیدن شان برون ز خود مستغنی است

عالم جو نہو تو ہو اُسے کیا | آدم جو نہو تو ہو اُسے کیا

ثابت یہہ ہوا ہے اُس بیان سے
اللہ غنی ہے سب جہان سے

دامانِ غنا عشق ہے پاک | آلودہ کب اسکو کر سکے خاک
خود جلوہ گر و نظارہ گر ہے | تو مین نہ رہین تو کیا خطر ہے

ہر شان اور وصفِ ہستی حق | معلوم ہے اُس مین اور محقق
محتاج بھی ہے تو ہے وہ اپنا | در ضمنِ مقیداتِ دنیا
محتاجِ قید سے بری ہے | مطلق وہ شہود سے غنی ہے

واجب بد و نیک سے غنی ہے
واحد تعداد سے بری ہے
جب اپنے مین سب کو دیکھتا ہے
پروا پھر کسی اُسکو کیا ہے

## لائحہ ہژدہم

چون تشخصات و تعینات افراد و انواع مندرجہ تحت الحیوان را رفع کنی افراد ہر نوعے در وے جمع شوند و چون ممیزات آن انواع را کہ فصول و خواص اند رفع کنی ہمہ در حقیقت حیوان جمع شوند۔ و چون ممیزات حیوان را و انچہ با او در تحت جسم نامی مندرجست رفع کنی ہمہ در جسم نامی جمع شوند۔ و چون ممیزات جسم نامی را و آنچہ باوی مندرجست تحت الجسم رفع کنی۔ ہمہ در حقیقت جسم جمع شوند۔ و چون ممیزات جسم را و انچہ با او مندرجست تحت الجوہر اعنی العقول والنفوس رفع کنی ہمہ در حقیقت جوہر جمع شوند و چون مابہ الامتیاز۔ بین الجوہر والعرض را رفع کنی ہمہ در تحت ممکن جمع شوند

# تجلی اٹھارویں

انواع کی گر خصوصیت کو — حیوان کے حدود سی اٹھالو

افراد انواع کے رہینگے — لیکن حیوان ابھی کھینگے

نطق اور ہستی اگر نکل جاوے — انسان کی خصوصیت میں آجائے

انواع کے امتیاز ہوں رفع — حیوانکی حقیقتوں میں ہوں جمع

گر یہہ جملہ ممیزات حیوان — جسم نامی میں ہیں وہ نمایان

گر یہہ حیوان سے رفع ہونگے — جسم نامی میں جمع ہونگے

جسم نامی کے فصل کی قسم — ہے مندرج حقیقت جسم

جوہر سے ممیزات جسمی — اٹھیں تو رہے حقیقت اسکی

یعنی جوہر کے ہیں اصولی — یعنی کہ نفوسی و عقولی

جوہر میں عرض میں جب نہو فرق
ممکن میں فصول سب رہیں غرق

و چون ما بہ الامتیاز بین الممکن و واجب را رفع کنی
ہر دو در موجود مطلق جمع شوند کہ عین حقیقت و
جو واست و بذاتِ خود موجود است۔
نہ بوجود زاید بر ذاتِ خود۔ و وجوب صفتِ
ظاہر اوست ۔ و امکان صفتِ باطن او۔
اعنی الاعیان الثابتۃ الحاصلۃ علی نفسہ متلبسا بشئونہ
و این ممیزات خواہ فصول باشند خواہ خواص
خواہ تعینات و تشخصات ہمہ شئون الہی اند
کہ مندرج و مندمج بودند در وحدت ذات اولاً
در مرتبۂ علم بصورت اعیان ثابتہ بر آمدند و ثانیاً
در مرتبۂ عین بواسطۂ تلبس احکام و آثار
ایشان بظاہر وجود۔

ممکن و واجب ہین رفع دونون | مطلق وجود ہی مین ضم ہون

موجود بذاتہا ہو خصلت | ہے عین وجود کی حقیقت

ہے ذات وجود پر نہ زاید | اسپر نہ وجود کوئی عاید

زاید نہ وجود کے سوا ہے | خود ہی موجود ہو گیا ہے

ظاہر کی صفت جو ہے یہان | اسکے باطن کا وصف امکان

جب اسکے شئون لباس پائے | اپنے ہی تجلیون مین آئے

ثابت اعیان ہین انکا حاصل | صورت ہی شئون کی کامل

ہون خواہ تشخصات عالم | یا ہون وہ تعینات عالم

یا فصل ہون یا خواہ ساری | سب ہین یہہ شئون ذات باری

وحدت مین تمام مندرج ہین | ایک ذات مین جملہ مندمج ہین

جب علم کے مرتبہ مین آئے | ثابت اعیان کی شکل پائے

پھر عین کے مرتبہ مین آکر | آثار وجود مین ہے باہر

که تجلّی آیینہ است مر باطن وجود را صورت
اعیان خارجیہ گرفتند پس نیست در خارج
الّا حقیقتی واحد - که بواسطۂ تلبّس شئون
و صفات متکثّر و متعدد می‌نماید - نسبت با آنان
که در ضیق مراتب محبوس اند و باحکام و آثار آن مقید

## رباعی

| | |
|---|---|
| مجموعۂ کون را بقانون سبق | کردیم تفحّص ورقاً بعد ورق |
| حقّا که ندیدیم و نخواندیم درو | جز ذاتِ حق و شئون ذاتیۂ حق |

## رباعی

| | |
|---|---|
| تا چند حدیث جسم و ابعاد و جهات | تا کی سخن معدن و حیوان و نبات |
| یک ذات فقط بود محقق نہ ذوات | این کثرت وہمی ز شئونست و صفات |

ظاہر کے وجود کے لباسات
باطن کے وجود کے ہیں مرات

پائے اعیان داخلیہ
تشکل اعیان خارجیہ

ظاہر ہی نہیں ہے کوئی صورت
خارج میں سوائے یک حقیقت

جو شان و صفت کا ہیں مالک
تعداد کثیر میں ہے باہم

لیکر احکام اور آثار
اس قید جہاں میں ہے گرفتار

قانون کے پڑھے ہیں تو بہت سے
گردانے ورق ورق بہت سے

دیکھا کہ کتب بھری ہیں ساری
با ذات و شئون ذات باری

کب تک یہ حدیث کر رہیں یاد
جسم و جہت اور تین ابعاد

ہم میں یہ سخن یہہ بات کب تک
حیوان معدن نبات کب تک
صرف ایک ہی ذات کا ہے اثبات
باقی سب وہم ہیں شیونات

## لائحہ نوزدہم

مُراد باندراج کثرت شئون در وحدت ذات
نہ اندراج جُزوست در کل یا اندراج مظروف
در ظرف بلکہ مراد اندراج اوصاف ولوازم
است۔ در موصوف وملزوم چون اندراج
نصفیت وثلثیت وربعیت وخمسیت الی مالانہایہ
در ذات واحد عددی زیراکہ این نسب
در وے مندرجند واصلاً ظہور ندارند مادام کہ
بتکرار ظہور در مراتب جز واثنین وثلثہ و
اربعہ وخمسہ واقع شود۔ وازاینجا معلوم
میشود کہ احاطہ حق سبحانہ تعالیٰ بجمیع موجودات
ہمچو احاطہ ملزوم است بلوازم۔

## تجلی انیسوین

ہون ذات کے جسقدر تنزلات — وہ کلیہ ہین درج وحدۃ ذات

مقصد اسی اندراج کا ہے — عارف کا اسی سے مدعا ہے

ایسا نہین کل مین جزو آکے — مظروف اک ظرف مین سما ہے

بلکہ موصوف مین ہین اوصاف — ملزوم مین لازم آگئے صاف

مثلاً چوتھائی یا تہائی — اک ذات عدد مین ہے سمائی

لاکھون حصے اگر بنینگے — ایک ہی مین وہ مندرج رہینگے

جتنی ہین یہہ نسبتین علو مین — وہ سب ہین مندرج احد مین

اصلاً انکا نہین ہے اظہار — جب تک اک دو کی ہو نہ تکرار

یعنے ہے ایک دو کا آدھا — اور تین کا تیسرا ہے حصا

اس سے معلوم یہہ ہوا ہے — سب شے کا محیط بس خدا ہے

حق اور اشیا سے ہی یہ مفہوم — لازم کا احاطہ جیسے ملزوم

نہ ہمچون احاطۂ کل بجزو - یا ظرف بمظروف -
تعالی اللہ عمّا یلیق بجناب قدسہ

## رباعی

در ذات حق اندراج شأن معروفست
شأن چو صفت ذات حق موصوفست
این قاعدہ یاد دار کانجا کہ خداست
نے جزو نہ کل نہ ظرف نے مظروفست

## لایحہ بستم (۲۰)

ظہور و خفای شئون و اعتبارات بسبب تلبس بظاہر وجود و عدم آن موجب تغیر حقیقت وجود و صفات حقیقیۂ او نیست -

ایسا نہ احاطہ اس کو سمجھو
جسطرح سی جزو کل مین دیکھو

ایسی نہین خلق حق سی ہمدم
مظروف و ظرف جیسی باہم

اسکی تو ہے شان سب یہ فائق
کہ ہے یہ جناب حق کے لائق

ذات حق مین یہ سب شیونات
رکھتے ہین جو اندراج بالذات

شان اسکی صفت کیطرح معروف
اسطرح کہ ذات حق ہے موصوف

یہ قاعدہ خوب یاد رکھو
جس جا یہ کہ جلوہ گر خدا ہو

جزو کل کا نشان نہین ہے
مظروف اور ظرف وان نہین ہے

## تجلی بیسوین

نسبت شان و اعتبار خلق کے
تعیین وجود ظاہری سے

پائین جو ظہور اس جہان مین
یا چہپ رہین پردۂ نہان مین

پر ذات وجود کی حقیقت
اور اسکی حقیقی جملہ صفت

تبدیل کبہی نہ پا سکیگی
تغیر مین وہ نہ آسکیگی

بلکہ مبتنی بر تبدل نسب و اضافات
وست و آن مقتضی تغیر در ذات سلے
اگر عمرو از یمین زید برخیزد و
در یسار رشش نشیند نسبت زید با او
مختلف نشود و ذاتش با صفات
حقیقیہ خود ہمچنان برقرار و ہمچنین حقیقۃ
وجود بواسطہ تلبس با مور شریفہ زیادتی
کمال نگیرد و بجہت ظہور در مظاہر خسیسہ
نقصان نپذیرد۔ نور آفتاب ہر چند بر پاک و پلید
تابد ہیچ تغیر بساطت نوریت او راہ نیابد
نہ از مشک بوئی گیرد و نہ از گل رنگ
نہ از خار عار دارد و نہ از خارا ننگ۔

بلکہ یہہ ظہور اور خفیات — از روئی نسب ہین اور اضافات
ان کا ہوتا رہے تبدل — پر ذات مین کچہہ نہو تحلل
بائین سے عمر اگرچہ اُٹھے — اور زید کے دہنی سمت بیٹھے
وہ زید کا اتصاف ہوگا — نسبت مین نئے اختلاف ہوگا
جو وصف عمر کی ذات مین تھے — جیسے تھے ویسے ہی رہینگے
ایسی ہے وجود کی بھی حالت — جسکی سب جا ہے اک حقیقت
نیکی کا اگر لباس پائے — کچہہ اسمین کمال بڑہ نجائے
بد مین وہ اگر ظہور پائے — اس سے کوئی بات گہٹ نجائے
خورشید چمکے ہاہی سب پے — کیا پاک ہو پلید بدتر
ہر نور مین ہو نہ کچہہ تبدل — اسمین آئے نہ کچہہ تخلل
وہ مشک کی بو سی خود غنی ہے — خوشبو بد بو سے وہ بری ہے
گل سے لیتا نہین وہ کچہہ رنگ — خار و خارا سی بھی نہین ننگ

## رُباعی

چون خور ز فروغ خود جہان آراید بر پاک و پلید اگر بتابد شاید

نے نور روئی از ہیچ پلید آلاید

نے پاکئی او ز ہیچ پاک افزاید

## لائحہ بست و یکم

مطلق بے مقیّد نباشد۔ و مقیّد بی مطلق صورت نہ بندد و اما مقید محتاج است نہ مطلق و مطلق مستغنی است از مقید پس استلزام از طرفین است و احتیاج از یکطرف۔ چنانکہ میان حرکت ید و حرکت مفتاح کہ در ید است۔

خورشید کو ہے فروغ شایان — پاک او رنجس پہ چمک یکسان
اسکو نکرے نجس نجاست — پاکی سے بڑہے نہ کچہہ طہارت

## تجلّی اکیسوین

مطلق نہو بے مقید اصلا — بے مطلق ہو نہ قید جانتا
محتاج تو قید مین لگی ہے — مطلق تقئید سے غنی ہے
تقئید مین ہے ضرور حاجت — مطلق مین غنا کی ہے ضرورت
پس دونون طرف ہے لازمیت — اور ایک طرف فقط ہے حاجت
جیسے کنجی ہے اور ہے ہاتہہ — حرکت کنجی کی ہات کیساتہہ
تحریک کلید ہات مین ہے — اور ہاتہہ کا فعل ذات مین ہے
کنجی محتاج ہوگئی ہے — اور ہاتہہ اس فعل مین غنی ہے
کنجی ہے قید ہات مطلق — تقئید جہان مین ذات مطلق

## رباعی

اے در حرم قدس تو کس را جائے
عالم تو پیدا و تو خود پیدائے
ما و تو ز ہم جدا نئیم اما ہست
ما را تو بتو حاجت و ترا با نے

و ایضاً مستلزم مقیدیست
از مقیدات علی سبیل البدلیۃ
نہ مستلزم مقیدی مخصوص
وجود مطلق را بدے نسبت —
قبلہ احتیاج ہمہ مقیدات
اوست لاغیرہٗ

اے تیرا حرم وہ قدس جا ہے
پہونچے کوئی واں مجال کیا ہے

تجھ سے پیدا ہے سب جہاں ہے
تو خود ناپیدا اور نہاں ہے

تو ہم تو جدا نہیں ہیں باہم
ہر دم رہتے ہیں تجھسے ہمدم

لیکن مجھکو ہی تجھ سے حاجت
تجھکو میری نہیں ضرورت

از جملہ مقیداتِ عالم
مطلق سے مقید اک ہے باہم

ہر ایک جو قابل بدل ہے
مطلق کا اسی طرح عمل ہے

مخصوص نہیں مقید اُس کا
مطلق کو نہیں ہے لازم اصلا

ہمثل وہ جبکہ بالیقین ہے
مطلق کا بدل کہیں نہیں ہے

جتنے ہیں مقیدات دنیا
وہ قبلہ ہے اُن کی حاجتوں کا
کوئی نہیں غیر ذاتِ مطلق
بے مثل ہے بے بدل ہے وہ حق

## رباعی

قرب تو باسباب و علل نتوان یافت
بی سابقہ از فضل ازل نتوان یافت
بر ہر کہ بود توان گرفتن بدلے
تو بے بدلی ترا بدل نتوان یافت

## رباعی

ای ذات رفیع تو نہ جوہر نہ عرض
فضل و کرمت نیست معلل بہ غرض
ہر کس کہ نباشد تو عوض باشی ازو
وانرا کہ نباشی تو کسے نیست عوض

استغناء مطلق از مقید باعتبار ذاتست۔ والا ظہور اسماء الوہیت۔ و تحقق نسبت ربوبیت بی مقید از محالات۔

اسباب و علل سے تیری قربت — حاصل جو کریں کہاں یہ طاقت
تجھسے اُسوقت رابطہ ہو — گر فضل ازل سے واسطہ ہو
بے مانند و بدل جو تو ہے — مشکل ہمیں تیری جستجو ہے
ہر اک کا بدل یہاں ملیگا — پر تیرا بدل کہاں ملیگا

اے! ذات تیری عرض نہ جوہر — تیرا ہے مقام سب سے برتر
تیرا فضل و کرم ہے ایسا — محتاج غرض نہیں کسیکا
جسکا نہ ہو کوئی تو عوض ہو — تو ہو نہ عوض بنائیں کسکو

مطلق جب ذات ہو گئی ہے — تقیید سے اسلئے غنی ہے
ورنہ یہہ باعتبار اسما — تقییدین آگئی ہے اسیجا
اسمار الوہیت کے اظہار — تحقیق ربُوبیت کے آثار

جب تک تقییدین نہ آئین
مشکل ہے جو یان ظہور پائین

## رباعی

ای باعثِ شوق و طلبم خوبیِ تو　فرعِ طلبِ منست مطلوبیِ تو

گر آئینۂ محبیِ من ننمود
ظاہر نشود جمالِ محبوبیِ تو

لائحہ - بلکہ ہم محب حق است وہم محبوب او - وہم طالب حق است وہم مطلوب او - مطلوب و محبوب ہست در مقامِ جمعِ احدیت و طالب و محب است در مرتبہ تفصیل و کثرت -

ای غیر ترا بسوی تو تیسرے سیرے
خالی ز تو ہیچ مسجدے و دیرے

دیدم ہمہ طالبانِ مطلوبِ ازل　آنجملہ توی و در میان غیرے نے

مجھہ مین جو یہہ شوق اور طلب ہے
تیری خوبی ہی کا سبب ہے

میری ہی طلب کا ہے یہہ شعبہ
مطلوبی کا تیری ہی تماشا

مین تیرا محب ہر آئینہ ہون
مین حسن کا تیرے آئینہ ہون

محبوبی تیری نہوتی ظاہر
ہوتا جو نہ آئینہ مین ناظر

---

ہان مین نے غلط کہی تھی یہ بات
حق یہہ کہ محب ہے اسکی خود ذات

وہ خود ہے محب وہی ہے محبوب
طالب ہے وہی وہی مطلوب

احدیتہ جمع مین ہے مطلوب
احدیت جمع مین ہے محبوب

یعنی محبوب اور مطلوب
احدیت جمع سے ہے منسوب

کثرت تفصیل ہی کی خاطر
طالب و محب مین ہے وہ ظاہر

---

ایسا ہو ترا کہ ہو کوئی غیر
سبکی تیرے سمت ہی رہی سیر

تجھسے خالی نہین کوئی جا
مسجد ہو کہ دیر یا کلیسا

طالب مطلوب سب کو دیکھا
جز تیرے کسیکو بھی نہ پایا

## لائحہ بست دوم

حقیقت ہر شئے تعین وجود است
در حضرت علم باعتبار شانیکہ آن
شئے مظہر اوست۔

یا خود وجود متعین بہمان شان در ہمان
حضرت و اشیاء موجودہ عبارت اند
از تعینات وجود باعتبار انصباغ
ظاہر وجود بآثار و احکام حقایق
ایشان یا خود وجود متعین بہمین اعتبارات
بر وجہیکہ حقایق ہمیشہ در باطن وجود پنہان
باشند۔

تو ہی تو سب جگہ عیاں ہے　یاں کوئی نہ غیر درمیاں ہے

# تجلی بائیسوین

ہر شئے مین جو ہی حقیقت اسکی　ق　بس ہے وہ تعین وجودی
جو حضرت علم مین نہاں ہے　ظاہر مین مگر نہین عیاں ہے
اس شان کی روسے خاص وہ شئے　اسکی مظہر یہاں بنی ہے
یا خود یہ وجود بھی اسی مین　ہوگا متعین علم ہی مین
اشیا موجود جتنی ہونگی　سب ہین وہ تعین وجودی
آثار انکی حقیقتون کے　ق　احکام وجود ظاہری سے
جب تک وجود مین وہ آئے　شئے موجود نام پائے
یا دوسری طرح سے یہ سمجھو　ق　تحقیق وجود ظاہری کو
باطن مین وجود کے حقایق　پنہاں رہنے کے سب ہین لایق

واحکام و آثار ایشان در ظاہر وجود پیدا از یراکہ زوالِ صُورِ علمیّہ از باطن وجود محالست والا جہل لازم آید۔ تعالی اللہ عن ذالک علو اکبیرا ؎

## رُباعی

ماایم وجود و اعتبارات وجود
در خارج و علم عارضِ ذات وجود
در پردہ ظُلمت عدم مستوریم
ظاہر شدہ عکس ما ز مرآتِ وجود

پس ہر شئے بحسب حقیقت و وجود یا وجودِ متعین است۔

اس صورت مین وجود خود ہی | پاتا ہے تعین وجودی
آثار حقائق۔ آخری مین | پیدا ہین وجود ظاہری مین
کیونکہ علمی صور ہون ازلی | باطن سے وجود کی ہے تشکل
گر صورت علم ہو نہ قایم | آجاییگا جہل اسمین لازم

اعلےٰ ہو کوئی کہ اس سے اعلےٰ
سب سے اعلےٰ ہے حق تعالےٰ

ہم آپ وجود ہی ہین بالذات | خارج مین ہین اسکے اعتبارات
اور علم کا بس یہی اثر ہے | عارض ذات وجود پہ ہے
ظلمت مین علم کی ہم نہان ہین | مرآت وجود مین عیان ہین
عکس اپنا ہے آئینہ مین ظاہر | ہم اپنے ہی عکس کے ہین ناظر

پس ہر شئے کی ہے ایسی حالت | از روئی وجود اور حقیقت
ایسی یہہ صفت وجود کی ہے | یا خود متعین آپ ہی ہے

یا تعین عارض مر د و جو د ر ا تعین صفت متعین ا ست ۔

صفت باعتبار مفہوم اگرچہ غیر موصوفست باعتبار وجود عین اوست و تغایر بحسب مفہوم و اتحاد بحسب وجود موجب صحت حمل است ۔

رباعی

ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست
در دلقِ گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہانخانۂ جمع
باللّٰہ ہمہ اوست ثم باللّٰہ ہمہ اوست

یا خاص وجود ہے مقرر　　عارض ہے تعین اسکا اور
جسکے متعینات ہونگے　　وصف انکے تعینات ہونگے (متعینات)
مفہوم کی رو سے ہے یہ معروف　　ہر چند ہین غیر وصف و موصوف
لیکن موصوف وصف دونون　　از روی وجود عین ہی ہون
حسب مفہوم غیریت ہے　　اور حسب وجود عینیت ہے
مذکور یہہ جس قدر بیان ہے　　بس موجب صحت گمان ہے

ہمسایہ و ہمنشین وہی ہے　　ہمراہ اور رہ کہین وہی ہے
اطلس مین امیر کی وہی ہے　　گدڑی مین فقیر کی وہی ہے

یا فرق کی انجمن عیان ہو
یا جمع کا خانہ نہان ہو
ہو کوئی گدا کہ ہو شہنشاہ
باللہ وہی ہے ثم باللہ

## لائحہ بست وسوم

حقیقت وجود اگرچہ بر جمیع موجودات ذہنی
وخارجی مقول ومحمول میشود امّا او را مراتب
متفاوت است بعضہا فوق بعض و در ہر
مرتبہ او را آسامی وصفات ونسب
واعتبارات مخصوصہ است کہ در
سائر مراتب نیست۔
چون مرتبۂ اُلوہیت ورُبوبیت ومرتبۂ
عُبوُدیت وخلقیت۔ پس اطلاق آسامی
مرتبہ اُلوہیت مثلاً چون۔ اللہ ورحمٰن و
غیرہُما۔

# تجلی تیئیسوین

سب مین ہے حقیقت وجودی
موجود ہون خارجی کہ ذہنی

ہر چند گمان ہی سب کا اکثر
ظاہر ہے وجود سب مین یکسر

پر ہے بمراتب تفاوت
بعضے بعضے مین اسکی حالت

ہر ایک کا مرتبہ جدا ہے
ہر ایک مین فرق ہی رہا ہے

ایک ایک کو اسم ہے صفت ہے
ہر ایک کی جدا خصوصیت ہے

ایسے ہی نسب اور اعتبارات
ہر ایک کی جدا ہین اتصافات

ہین ایک مین ایک مین نہین ہین
مخصوص کہین نہین کہین ہین

جیسے کہ الوہی اور ربوبی
ہین خاص مراتب الہی

جو خلق و عبودیت کی ہی شان
مخلوق کیواسطے ہی شایان

جیسا اسم رحیم و رحمان
یہہ خاص ہے بہر ذات سبحان

بر مراتبِ کونیّہ۔ عین کفر محض زندقہ باشد۔
وہمچنین اطلاقِ اسامی مخصوصہ بمراتبِ کونیّہ بر مرتبۂ
الٰہیّہ غایت ضلال و نہایت خذلان باشد۔

## رُباعی

ای بُردہ گمان کہ صاحبِ تحقیقی | وندر صفتِ صدق و یقین صدیقی
---|---

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی۔

## لائحہ بست و چہارم

وجود حقیقی یکے بیش نیست و آن عین وجود حق
و ہستی مطلق است۔

بس شانِ الوہیت کے سوا — شان کوئی ہیں ہونگے بیجا
مخلوق کا نام ہو نہ خالق — مرزوق کا نام ہو نہ رازق
زندیقیت ہو محض پیدا — عین کفر اس سے ہے ہویدا
ناموں کا اسی طرح سے اطلاق — ق — جو ہیں مخصوص بہر آفاق
اللہ کے مرتبہ پہ گر ہو — گمراہی و خذل میں بسر ہو

اس شبہہ میں تمکو ہے یہ سودا — میں بھی ہوں بڑا محقق اس جا
اس صدق و یقین کی وصف میں تم — صدیقیت میں ہو گئے گم
ہر مرتبہ وجود اس جا — رکھتا ہے وہ خاص حکم اپنا
گر ہو نہ حفاظتِ مراتب — زندیق بنیں گے آپ صاحب

## تجلی چوبیسویں

بس ایک وجود ہے حقیقی — زائد نہ سوا ہے اس سے کوئی
ہے عین وجودِ ذاتی حق — جسکی ہستی ہے عین مطلق

اما او را مراتب بسیار است۔ اول مرتبہ لاتعیّن و عدمِ انحصار است۔

و اطلاق از ہر قید و اعتبار ازیں حیثیت منزہ است از اضافات نعوت و صفات و مقدّس است از دلالتِ الفاظ و لغات نہ نقل را در نعت جلال او زبان عبارت و نہ عقل را بکنہ کمالِ او مکان اشارت ہم اربابِ کشف از ادراکِ حقیقتش در حجاب۔ و ہم اصحاب علم از امتناع معرفتش در اضطراب۔

غایت نشان از وی نشانیست و نہایت عرفان وے حیرانی۔

بیحد ہیں مراتبات اسکے | تقسیم ہوے ہین اسطرح سے
سب سے پہلا ہے لاتعین | جسکو نہین حصر بالتیقن
قید و اطلاق سے بری ہے | اس حیثیت سے وہ غنی ہے
ہے ذات منزہ از اضافات | جسمین نہ نعوت و نہ صفات
وہ پاک ہی سب دلالتون سے | الفاظ و نعت کی جہتون سے
گم ہے لغت جلال مین نقل | عاجز کنہ کمال مین عقل
اور اسکی حقیقتون کا ادراک | کیا ہو سکے اہل کشف سے خاک
ذی شعبہ یہان حجاب مین ہین | ذی علم بھی اضطراب مین ہین
عارف ہین معرفت مین غلطان | عاقل ہین کنہیت مین عاجز
عارف ہین نہ معرفت کا امکان | حیرانی ہے اسکی حد عرفان

یہہ اسکے نشان کی ہے غایت
یعنی وہ ہے بے نشان نہایت

## رباعی

ای در تو عیانها نهانها همه هیچ — پندار و یقینها و گمانها همه هیچ

از ذاتِ تو مطلقاً نشان نتوان داد — کانجا که توئی بود نشانها همه هیچ

## رباعی

هر چند که جانِ عارفِ آگاه بود — کی در حرمِ قدسِ تواش راه بود

دستِ همه اهلِ کشف ارباب شهود — از دامنِ ادراکِ تو کوتاه بود

## رباعی

این عشق که هست جزو لاینفک ما — حاشا که شود بعقل ما مدرک ما

خوش انکه ز نور او دمد صبح یقین — ما را برهاند از ظلامِ شکِ ما

ای تجہہ مین عیانیان ہین سب ہیچ
سب ہیچ ہے یان یقین او فہم

ای تجہہ مین نہان نیان ہین سب ہیچ
سب ہیچ ہے یان گمان اور وہم

مطلق نہین یان ترا نشان ہے
سب ہیچ نشان ہے تو جہان ہے

ہرچند ہے جان عارف آگاہ
دامن ادراک کنہہ حق کا

پر قدس حرم مین بار کب راہ
یان ہاتہہ کسی کے بہی نہ آیا

کیا کشف و شہود کی ہستی
کوتاہ ہے یان دراز دستی

لانیفک جز و عشق اپنا
ہوتا گر نور اس سے پیدا

مدرک نہو عقل سے وہ حاشا
ہوتی صبح یقین ہویدا

یہہ ظلمت شک وہی نکالے
ایسے اندہیر سے بچالے

مرتبۂ ثانیہ تعین اوست بہ تعین جامع مر جمیع تعینات فعلیہ وجوبیہ الٰہیہ را و جمیع تعینات انفعالیہ امکانیہ کونیہ را و این مرتبہ مسمیٰ است بہ تعین اول زیرا کہ اول تعینات حقیقت وجود است و فوق او مرتبہ لاتعین است۔

لا مرتبۂ غیرہ۔

و مرتبۂ ثالثہ احدیت جمع جمیع تعینات فعلیۂ موثرہ است۔

و این مرتبۂ الوہیت است۔ مرتبۂ رابعہ تفصیل مرتبۂ الوہیت است۔ و این مرتبۂ اسماء و حضرت ایشان است۔

جو دوسرا مرتبہ ہے اسکا ق ہین جمع تعینات اُسجا
سب ہین جو تعین الٰہی فعلی ہون یا کہ ہون وجُوبی
اور جملہ تعینات کونی امکانی ہون کہ انفعالی
جس وقت وجود کی حقیقت پائی جو تعینون مین کثرت
یان ہے جو تعینون مین پہلا اول ہے تعین اسم اُسکا
تہا فوق مین اُسکے لاتعین جس جا نہ کوئی ہوا تعین
جب تیسرے مرتبہ مین آیا احدیت جمع نام پایا
پس جتنے تعین اس جگہ ہین فعلیتہ اور مؤثر ہین
یعنے ہین تعینات اس کے فعل اور تاثیر کرنیوالے
یہ مرتبہ اُلوہیت ہے پس اسکی یہی خصوصیت ہے
بعد اسکے جو مرتبہ ہے چوتہا ہے مرتبہ جمیع اسما
اُس مرتبہ الوہیت کی تفصیل اسمین ہے پوری پوری

واعتبار این دو مرتبہ از حیثیت ظاہر
وجود است کہ وجوب وصف خاص
اوست - مرتبۂ خامسہ احدیتہ -
جمع جمیع تعینات انفعالیہ است -
کہ از شان ایشانست -
تاثیر وانفعال - و این مرتبہ کونیہ
امکانیہ است -
مرتبہ سادسہ تفصیل مرتبہ کونیہ
است -
کہ مرتبہ عالم است وعروض این
دو مرتبہ باعتبار ظاہر علمست کہ امکان
از لوازم اوست -

یہ دو مراتب آخری ہین — از روئے وجود ظاہری ہین

دونونکی بھی ہے وجہ تعریف — اسکی ہے وجوب خاص توصیف

جو پانچوان مرتبہ ہے اسکا — احدیت جمع یہہ بھی ہوگا

چارم تجسیم کا ایک ہے نام — ہر ایک کا مگر جدا رہا کام

دونون نہین فرق ہی ہین تجلی — فعلی وہ تھا یہ انفعالی

ہین جمع تعینات جو یان — ان مین ہے بس انفعال کی شان

فعلیہ ہے وان حصول کرنا — یان اسکا اثر قبول کرنا

اس وجہہ یہ مرتبہ ہے معروف — امکان و رکونسے ہے موصوف

بعد اسکے جو مرتبہ چھٹا ہے — وہ عالم کا ہی مرتبا ہے

اجمال مین جو ان جو کو نہ تھا — تفصیل اسکی ہوئی ہے اجا

اعراض ان دونون مرتبونکے — ہین ظاہر علم کے سبب سے

معلوم ہوا اسی سبب سے — امکان ہے لوازمات اسکے

وان تجلی اوست بر خود بصور حقایق واعیان ممکنات پس فی الحقیقت وجود از یکے بیش نیست که در جمیع این مراتب وحقایق که تفصیل مرتب احدیت اند مرتبۃً دران ساریست و دی درین مراتب وحقایق عین این مراتب وحقایق است چونکه این مراتب وحقایق در وے عین وے بودند۔

حَیثُ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ الشَّیْئُ

## رُباعی

| | |
|---|---|
| ہستی که ظہور میکند در ہمہ شے | خواہی که بری بحال وی باہمہ پے |

رو بر سر مے حباب را بین که چسان
مئے وی بود اندرے و وی در مئے

اپنے جملہ حقیقتون سے
خود آپ تجلی اپنی پاکر
اک ہی ہے وجود فی الحقیقت
احدیّت سے ہوا تنزّل
ترتیب سے جملہ مرتبون مین
کیونکہ یہہ حقایق و رتبات

ممکن اعیان کی صورتون سے
ظاہر ہوا مرتبون مین آکر
جسنے پائی ہے آپ کثرت
پائے تفصیل مرتبے کل
ساری ہوا سب حقیقتون مین
تھے عین وجود مطلق ذات

اللہ ہی تھا نہتی کوئی شے
اب بھی اُسی شان مین وہی ہے

ہستی ہر شئے مین ہے جو ظاہر
جا شیشۂ مے مین ہے جو کف دیکھہ

ہونا ہے تجھے گر اس سے ماہر
گنج عرفانِ حق بکف دیکھہ

مے پر کف ہی سو کف ہے خود مے
کف مے مین ہی مے نہین کوئی شے

## رباعی

در لوحِ عدم لوائحِ نورِ قدم
حق را مشمر جدا ز عالم زیرا
لائح گردید کس درین سرِّ حرم
عالم همه در حق است و حق در عالم

## لائحہ بست و پنجم

حقیقت الحقایق که ذات الٰهی ست تعالی شانه حقیقت همه اشیا رست و او فی حدِّ ذاته واحدیست که عدد را با و راه نیست۔

اما باعتبار تجلیات متکثره و تعینات متعدده در مراتب تارةً حقایق جوهریّهٔ متبوعه است و تارةً حقایق عرضیّهٔ تابعه۔

اس نورِ قدم کی جب تجلی
پوری لوحِ عدم مین چمکی
کوئی اس سے ہوا نہ محرم
محرم جو ہوا سو ہے وہ آدم
عالم حق کے سوا نہ سمجھو
حق اور عالم جُدا نہ سمجھو
حق اور عالم مین ایسے باہم
عالم حق مین ہے حق مین عالم

## تجلی پچیسوین

انتمکی ہے جو ذاتِ مطلق
کہتے ہین حقیقت الحقایق
جو سب اشیا کی ہے حقیقت
ذات واحد ہے اسکی صورت
ذاتِ واحد احد نہین ہے
یہ واحد کچھہ عدد نہین ہے
از روے تجلیات بیحد
پائی ہے تعینات بیحد
گاہے بہ حقایقِ جواہر
متبوع کی شان مین ظاہر
گاہے اُن کا عرض بنی ہے
وصفِ تابع مین آگئی ہے
حاکم ہے کہین کہین ہے محکوم
عالم ہے کہین کہین ہے معلوم

پس ذاتِ واحد بواسطۂ صفات متعددہ جواہر واعراض متعددہ متکثرہ مینماید۔ ومن حیث الحقیقۃ یکییت کہ اصلاً متعدّد و متکثر نیست ۔

## رُباعی

| | |
|---|---|
| اے بر سرِ این میان نازدہ خط | پندارِ دوئی دلیل بعدست و شطط |
| در جملۂ کائنات بے سہو و غلط | یک عین فحسب دان و یک ذات فقط |

این عین واحد از حیثیت تجرد و اطلاق از تعینات و تقییدات مذکورہ حقست و از حیثیت تعدد و تکثر کہ بواسطۂ تلبس او بہ تعینات مینماید۔ حق است و عالم۔ پس عالم ظاہر حق است و حق باطن۔ عالم پیش از ظہور عین حق بود۔ وحق بعد از ظہور عین عالم۔

بس ایک ہے اپنی ذات سے ذات — جسکے ہیں بہت سے اتصافات

جن کے اعراض اور جواہر — اس کثرت سے ہوئے ہیں ظاہر

ورنہ از روئے یک حقیقت — اسمین اصلاً نہیں ہے کثرت

ای حرف این و آن کے سیر — کھینچا نہ خط یقین سراسر

تو اپنی سمجھ پہ حرف لایا — پر حرف دوئی نہیں مٹایا

اپنے پندار پر ہے نازان — ہے وہم دوئی دلیل حرمان

اس جملہ جہان مین غیر شبہات — اک عین ہے بس فقط اک ذات

تقیید و تعینات آفاق — از روئے تجرد اور اطلاق

ہیں عین وجود ذاتی حق — شان اسکی مجرد اور مطلق

از روی تکثر و تعدد — پاتا ہے وجود عین ہی خود

عالم کے لباس مین جب آیا — یان عالم و خلق نام پایا

پس یہ عالم ہے ظاہر حق — باطن عالم کا حق ہے مطلق

بلکہ فی الحقیقت یک حقیقت است - و ظہور و بطون و اولیّت و آخریّت از نسب و اعتبارات اویند - ہُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ ۵

## رُباعی

در شکل بتان رہزن عُشاق حق است
لا بلکہ عیان در ہمہ آفاق حق است
چیزیکہ بود ز روی تقیید جہان
واللہ کہ ہمان ز روی اطلاق حق است

## رُباعی

چون حق بتفاصیل شئون گشت عیان
مشہود شد این عالم پُر سود و زیان
گر باز روند عالم و عالمیان
با رتبۂ اجمال حق آید بمیان

عالم کے ظہور سے ہے پہلے — عالم کو عین حق سمجھے
اور بعد ظہورِ خلق و آدم — حق ہو گیا آپ عینِ عالم
بلکہ حق تم جو پوچھتے ہو — بس ایک حقیقت اُسکو جانو
اور اسکا بطون و اولیّت — اور اس کا ظہور و آخریت
دراصل ہے اک حقیقتِ ذات — یہ اسکے ہیں نسب اور اعتبارات
اول ہے وہی وہی ہے آخر — باطن ہے وہی وہی ہے ظاہر (ق)

صورت میں تو غیر تھی نکلے پر — حق ہی تو ہے عاشق و نگار بن کر
ہاں سارا غلط مرا بیان ہے — حق یہ ہے کہ سب میں حق عیاں ہے
تعیُّد کی رُو سے ہی جو آفاق — واللہ حق ہے زر و بی اطلاق
تفصیل و شیون سے ذاتِ باری — دارِ شُہود و زیان میں آئی

واپس اُس سمت اگر جہان ہو
حق کا اِجمال درمیان ہو

# لائحہ بست وششم

شیخ رضی اللہ عنہ در فص شعیبی میفرماید کہ عالم عبارت است از اعراض مجتمعہ در عین واحد کہ حقیقت ہستی است۔ وآن متبدل ومتجدد میگردد۔ مع الانفاس والآنات در ہر آنے عالم بعدم میرود ومثل آن بوجود می آید واکثر اہل عالم ازین معنی غافل اند۔ کما قال سبحانہ تعالیٰ۔

بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۲۶ پ سورۃ القاف

وازارباب نظر کسے برین مطلع نشدہ است۔

# تجلی چھبیسوین

ارشادِ جناب شیخ اکبر ق ہے فصِّ شعیب مین مقرر
عین احد ہے فی الحقیقت ہستی کی جو ایک ہے حقیقت
جسمین اعراض ہین فراہم فرماتا ہے شیخ اسیکو عالم
ہردم ردو بدل ہے آئین ہر آن نیا عمل ہے اسمین
ہردم عالم عدم مین جانا پھر مثل اُسکے وجود پانا
عالم والے ہین اس سے غافل اکثر معنی سے اسکے جاہل
دیکھو تو ذرا اُٹھا کے قرآن ہے سورہ ق (قاف) مین یہ فرمان
بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۵ پ ۲۶
بلکہ اُن پر ہے شک کا پرتو پیدا کرنے سے از سرِ نو
عُلما جو صاحب نظر ہین اسکے معنی سے بیخبر ہین

مگر اشاعره در بعضی اجزای عالم
که اعراض است ۔ حیث قالوا الاعراض
لا یبقی زمانین ۔ ودیگر حسبانیه که معروف
اند به سوفسطائیه ۔

در همه اجزای عالم چه جواهر وچه اعراض
وهریک از فریقین من وجهی
خطا کرده اند اما اشاعره بسبب آنکه
اثبات جواهر متعدده کرده اند ۔
ورائے حقیقت وجود واعراض
متبدله متجدده را بانها قایم داشته
وندانسته اند که عالم بجمیع اجزا
نیست ۔

کرتے ہیں اشاعرہ یہ معنیٰ اسطرح انہوں نے اسکو جانا
یعنے عالم کے بعض اجزا رہتے نہیں دو زمان میں یکجا
حسبانیہ لقب ہے جنکا سوفسطائی ہے عرف انکا
اسطرح سے ہے بیان انکا ق بعضے نہیں بلکہ جملہ اجزا
یعنے جوہر عرض ہیں باہم جملہ اجزا ہیں درج عالم
ہر ایک فریق نے خطا کی جانی نہیں عینیت خدا کی
ہے اہل اشاعرہ میں اثبات جوہر ہیں بہت ہوئے ایک ذات
یعنے کہ وجود کی حقیقت جوہر کو نہیں ہے اس سے نسبت
جوہر اور عرض یہ دونوں ملکر تبدیل میں آرہے ہیں یکسر
پر دونوں نے نہ جانا اصلا ہر دم رد و بدل ہے ایسا

اجزا عالم کے سب عرض ہیں
تبدیل میں جاری الغرض ہیں

مگر اعراض متجددہ متبدلہ مع الانفاس و الآنات کہ در عین واحد جمع شدہ اند و در ہر آنے ازین عین زایل میشوند۔

و امثال انہا بوے متلبس میگردند۔

پس ناظر بواسطہ تعاقب امثال در غلط می افتد۔

و می پندارد کہ آن امر یست واحد مستمر۔

كما يقول الاشاعرة في تعاقب الامثال على محل العرض من غير خلو ان من شخص من العرض المماثل للشخص الاول فيظن الناظر انها امر واحد مستمرة

اعراض نئے بدل رہے ہین
عین واحد مین ہین فراہم
ہر آن مین مثل انکے پیدا
ناظر اسے دیکھکر یہ سمجہے
ہے قول اشاعرہ کا جسمین
عالم اعراض کا محل ہے

ہر آن نئے نکل رہے ہین
زایل ہوتے چلے ہین ہر دم
ہوکر متکرر ہین پہر ہویدا
دہوکے ہی مین پس آگیا ہی
امثال کا ہے تعاقب اسمین
جسکا ہر آن مین بدل ہے

اک آن مین ہے کسی کا جانا
اور دوسرا مثل اُس کے آنا
آنا جانا رہا مسلسل
ہے ایک کا اک عرض مماثل
ناظر کا گمان بس یہی ہے
اک ہی شے ہے جو چل رہی ہے

## رباعی

بحریست نه کاهنده نه افزاینده
امواج برو رونده و آینده
عالم چو عبارت از همین امواجست
نبود دو زمان بلکه دو آن پاینده

## رباعی

عالم بود ار نه ز عبرت عاری
نهر جاری بطورهای طاری
وندر همه طورهای نهر جاری
سریست حقیقت الحقایق ساری

اما خطاء سوفسطائیه آنست که مع قولهم بالتبدل فی العالم باسره متنبه نشده اند بآنکه یک حقیقت است که متلبس میشود بصور و اعراض عالم موجودات متعینه متعدده مینماید و ظهوری نیست اورا در مراتب کونی جز باین صور و اعراض چنانکه وجودی نیست در خارج بدون او۔

گھٹتا بڑھتا نہین سمندر
آتی جاتی ہین موجین یکسر
عالم ہے مثال موجِ دریا
جسمین وہ زمان نہین ہین یکجا
پانی جس طرح سے رواں ہے
عالم پایندہ اور رواں ہے

عالم جو گذر رہا ہے اُسکو
عبرت کی نگاہ سے تو دیکھو
بہتی چلی جا رہی ہے اک نہر
اور اُسمیں رواں ہین لہر پہ لہر
یہہ نہر جو ایکسان ہے جاری
لہرون مین یہ کیفیت ہے ساری
یہہ بہید سمجھنے کے لایق
ساری ہے حقیقت الحقایق

سوفسطائی کی یہ خطا ہے
اُن کا یہہ قول ناروا ہے
یعنی عالم مین ہے تبدّل
آگاہ نہین وہ اس سے بالکل
اک کثرت مین اک حقیقت
موجود جہان کی پائی صورت
جو کچھہ ہے یہ اختلاف ظاہر
اعراض و صُور مین صاف ظاہر
خارج مین وجود ہی نہین ہے
بس عین ہی عین ہر کہین ہے

## رباعی

سوفسطائی کہ از خرد بیخبر است | گوید عالم خیالی اندر گذر است

آرے عالم ہمہ خیالست ولے
پیوستہ در و حقیقتے جلوہ گر است

واما ارباب کشف وشہود می بینند کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ در ہر نفسے متجلیست تجلی دیگر۔ ودر تجلی او اصلاً تکرار نیست یعنی در دو آن بیک تعین ویک شان متجلی نمیگردد بلکہ در ہر نفسے بہ تعین دیگر ظاہر میشود ودر آنے بشانے دیگر متجلی میگردد۔

سوفسطائی نہ راہ پر ہین — گمراہ ہین اس سے بیخبر ہین

انکا ہے سخن خرد سے خالی — عالم کو جو کہتے ہین خیالی

بیشک عالم تو ہے خیالی — لیکن وہ خیال کس سے خالی

دایم یہ خیال کی ہے حالت — جلوہ گر اس مین ہے حقیقت

لیکن وہ اصل بات اگر ہے — مشہود وہ اہل کشف پر ہے

وہ حق سبحانہ تعالے — ہر دم متجلی ہونیوالا

ہر شان مین اک نئی تجلی — ہر آن مین اک نئی تجلی

جو ہو گئی وہ نہ آئیگی پھر — کچھ اور ہی شان لائیگی پھر

آئے نہ وہی تجلی ہر بار — اصلا ہوگی نہ اس کی تکرار

ایسی ہے تجلی اسکو تو جان — دو آن مین اک تعین اک شان

ہر شان مین اک نیا تعین -
ہر آن مین اک نیا تعین

## رُباعی

ہستی کہ عیان نیست دو آن در شانی | در شان دگر جلوہ کند ہر آنی

این نکتہ بجو ز کل یوم فی شان
گر بایدت از کلام حق برہانے

و سر درین آنست کہ حضرت حق را سبحانہ تعالے اسماء متقابلہ ہست بعضے لُطفیہ و بعضے قہریہ۔ وہمہ دایما در کار اند۔ و تعطیل بر ہیچ یک جائز نہ پس چون حقیقتے از حقایق امکانیہ بواسطہ حصول شرایط و ارتفاع موانع مستعد وجود گردد۔ رحمت رحمانیہ او را دریابد۔

ہر دم یک شان میں وہ ہستی — دو آن میں ایکسان نہو گی
جلوہ فرما ہے وہ ہر اک آن — جسکی ہر دم نئی ہے اک شان
یہ نکتۂ حق ہے جسکی برہان — قرآن میں ہے کل یوم فی شان
جو ہے پیدا اسمیں اسکو سنئے — اسماء متقابلہ میں حق کے
لطفیہ ہیں بعض نام اسکے — قہریہ ہیں بعض نام اسکے

جتنے ایسے ہیں نام معروف
اپنے کاموں میں سب ہیں مصروف

سبکو کرنی ہے اسکی تعمیل — جائز نہیں ایک کو بھی تعطیل
بس امکانی جو ہیں حقائق — ہر ایک حقیقت اپنے لائق

جب اسکے حقیقت شروط راست آئیں
اور انکے موانعات جائیں

وہ مستعد وجود اگر ہو — رحمت رحمان کی کارگر ہو

و بر وے افاضۂ وجود کند و
ظاہر وجود بواسطۂ تلبس بآثار و احکام
آن حقیقت متعین گردد بتعینے خاص۔
و متجلی شود بحسب آن تعین۔
بعد ازان بسبب قہر احدیت حقیقی کہ
مقتضی اضمحلال تعینات و آثار کثرت
صوریست از آن تعین منسلخ گردد۔
و در ہمان آن انسلاخ بر مقتضای
رحمت رحمانیہ۔
بتعینے دیگر خاص کہ مماثل تعین
سابق باشد متعین گردد و در آن ثانی
بقہر احدیۃ مضمحل گردد۔

تاثیر دکھائے اسم رحمان — جب اسپہ وجود کا ہو فیضان

لیکر احکام اور مواثر — آتا ہے نظر وجود ظاہر

اک خاص وجود کا تعین — ہو جاتا ہے وہ بالتیقن

یان حسب تعین اک حقیقت — بنتی ہے تجلی پاکے صورت

بعد اسکے وہ شان نام باقی — ق — قہر احدیہ حقیقی

جتنے کہ تعین اور اثر ہین — انکی کثرت سے جو صور ہین

اس قہر کا بس یہی اثر ہو — کرتا ہے مضمحل اثر کو

ظاہر جو ہوا تھا اک تعین — کر دیتا ہے محو بالتیقن

کرتے ہی یہ محو اسکو اس آن — رحمان کی رحمت آگئی وان

پھر خاص تعین اس مین پیدا — پہلے ظاہر ہوا تھا جیسا

سابق کی طرح تعین آئے

پھر اسکو اک آن مین اڑائے

تعینے دیگر بر رحمت رحمانیہ حاصل اید
هٰذا الا ما شاء الله پس در ہیچ دو آن
بیک تعین تجلّی واقع نشود۔
و در ہر آنے عالمے بعدم میرود و دیگرے
مثل آن بوجود می آید۔ اما محجوب بجہت
تعاقب امثال و تناسب احوال
می پندارد کہ وجود عالم بریک حالست
و در ازمنہ متوالیہ بریک منوال۔

## رباعی

سبحان اللہ نہ خلد اوند ودود
مستجمع فضل و کرم و رحمت و جود
در ہر نفسے برد جہانے بعدم
وآرد دگرے چو آن جہان ہم بوجود

رحمت رحمن کی پہر ہو موجود　　کر دے پہر قہر اُسکو مقصود

ایسی ہی رہے ہر یک تجلّی　　جب تک کہ رہی خدا کی مرضی

دو آن مین ایک ہی تعین　　پائے یہ تجلّی بالتیقن

پس اک عالم ہوا جو مفقود　　پہر دوسرا مثل اُسکے موجود

لیکن محجوب ہے جو عاری　　یہ اسکی نگاہ مین ہے طاری

ق

امثال کا دیکہکر تعاقب　　احوال کا دیکہکر تناسب

دہوکا وہ سخت کہا رہا ہے　　یہہ اسکو یقین آ رہا ہے

عالم کا وجود ہے جو دائم　　بس ایک ہی حال پر ہے قائم

یارب تجہ مین ہی صفت جود　　فضل و کرم اور رحمت و جود

لیجاتا ہے تو ایک دم مین　　اس سارے جہان کو عدم مین

مثل اُسکے دوسرا اُسی دم

لاتا ہے وجود مین تو عالم

## رباعی

| | |
|---|---|
| انواع عطا اگرچه خدای بخشد | هر اسم عطیهٔ جدا می بخشد |
| در هر آنے حقیقتِ عالم را | ایک اسم فنا یکے بقا می بخشد |

دلیل بر آنکه مجموع اعراض مجتمعه است در عین واحد که حقیقة وجود است آنست که هر چند حقایق موجودات را تحدید میکنند در حدود ایشان غیر - از اعراض چیزے ظاهر نمیشود -
مثلاً وقتیکه گویند انسان حیوان ناطق است و حیوان جسم نامیست و حساس و متحرک بالاراده - و جسم جوهریست قابل مر ابعاد ثلثه را و جوهر موجودیست لا فی موضوع -

انواع عطا خدا ہی بخشے | ہر اسم عطا جدا ہی بخشے

ناموں سے حقیقت جہان کو | ہر آن فنا۔بقا عطا ہو

اسطرح دلیل سے عیان ہے | جسکا بیان ذیل مین بیان ہے

جو کچھہ کہ وجود کی ہے حالت | عین وہ حد ہے فی الحقیقت

جس مین اعراض ہین فراہم | ہین جمع تعینات باہم

تجدید وجود مین کما ہی | کرتے ہین حقایق الٰہی

جو اُنکے حدود مین ہین ظاہر | اعراض ہی دیکہتا ہے ناظر

مثلاً کوئی کہے کہ انسان | گویا ناطق ہے ایک حیوان

جسم اور نمو حس اور حرکت | حیوان کے حدود کی ہے خصلت

اور جسم ہی جوہر اصل کا بل | تینون ابعاد کے ہے قابل

جوہر موجود ایک ہی ہے
اور وہ موضوع سے بری ہے

وموجودذاتیست کہ مرا ورا تحقق وحصول باشد
درین حدود وہرچہ مذکور میشود ہمہ از قبیل اعراض است
الاآن ذات مبہم کہ درین مفہومات ملحوظ است۔
زیراکہ معنی ناطق ذات لہ النطق است۔ ومعنی
نامی ذات لہ النمو۔ وہکذا فی البواقی۔ وآن ذات
مبہم عین وجود حق وہستی حقیقی است کہ قائمست
بذات خود۔ ومقومست مراین اعراض را۔
وآنکہ ارباب نظر میگویند۔ کہ امثال این مفہومات
فصول نیستند بلکہ لوازم فصول اند۔ کہ بآن از
فصول تعبیر میکنند بواسطہ عدم قدرة بر تعبیر
از حقایق فصول بوجہیکہ ممتاز شوند از ماعدای
خود بعضیہ ازین لوازم۔

موجود ہے ذات بالتحقیق | جسکو ہے حدود میں تعلق

جو کچھ کہ بیان ہوا ہے مذکور | اعراض کی رو سی ہے یہ مشہور

لیکن ان میں وہ ذات مبہم | ملحوظ ہے اور ہے مسلم

ثابت یہ ہوا نہ روئے منطق | جس ذات میں نطق ہو ہے ناطق

جس ذات میں ہو نمو ہے نامی | ایسا ہی سمجھ لو ہیں جو باقی

ذات مبہم ہے ہستی حق | عین وجود ذاتی حق

جو ذات سے اپنی خود ہے قایم | دیگر اعراض کی مقوم ہے

ارباب نظر کا یہ بیان ہے | غلطی جس قول سے عیان ہے

جتنے مفہوم کے ہیں امثال | ہونگے نہ فصول وہ بہر حال

ہیں بلکہ لوازمات انکے | رکھے ہیں فصول نام جنکے

کہتے ہیں کہ امر ہے یہ دشوار | فصل و حقایقونکا اظہار

اس طور کہ لینے ماسوا ہے | ممتاز ہیں بغیر انکے

یا لوازمیکہ ازینہا اخص باشد مقدمہ ایست ممنوع وکلا میست ناممنوع وبر تقدیر تسلیم ہرچہ نظر با جوہر ذاتی باشد قیاس بآن عین واحد عرضے خواہد بود زیراکہ اگرچہ داخلست درحقیقت جوہر خارج است ازآن عین واحد وقایم است باد دعوے آنکہ اینجا امرے ہست جوہری ورائے عین واحد درغایتہ سقوط است بالتخصیص وقتیکہ کشف ارباب حقیقت کہ مقتبس است ازمشکواۃ نبوۃ بخلاف آن گواہی دہد ومخالف عاجز باشد ۔

یا اُن سے لوازمے ہون مخفی
کچھہ بات نہین ہے یہہ سمجھہ کی

یہہ ایک مقدمہ ہے ممنوع
دراصل ہے امر غیر مسموع

بر تقدیر ایسا گر ہوا ہو
تسلیم بھی کیجیے تو کیا ہو

عین واحد کا ذاتی جوہر
رہجا یگا عرض ہی بنکر

کیونکہ گر ہو یہہ امر حاصل
جوہر کی حقیقتون مین داخل

خارج یان عین سے رہا ہے
اور قایم اس سے ہو گیا ہے

دعوے انکا یہی ہوا ہے
جوہر اس عین کے سوا ہے

عین اور جوہر کو غیر سمجھا
دعوے ساقط دلیل بیجا

ہے کشف صحیح اہل حق کا
مشکوۃ نبی سے نور پایا

یہہ کشف حقایق الہی
دیتا ہے خلاف مین گواہی

ہو جائے اگر وہ اس سے واقف
عاجز ہو دلیل مین مخالف

از اقامتِ دلیل واللّٰہ یقول الحق
وہو یہدی السبیل پ۲۱ ع ۱ الاحزاب ۳۲

## رُباعی

تحقیق معانی ز عبارات مجوے
بی رفع قیود و اعتبارات مجوے
خواہی یابی ز علتِ جہل شفا
قانون نجات از اشارات مجوے

## رُباعی

گشتی بوقوف ہر مواقف قانع
شد قصد مقاصدت ز مقصد مانع
ہرگز نشود تا نکنی رفع حجب
انوار حقیقت از مطالع طالع

واللہ یقول حق ہے آیت | سیدہے رستہ کی ہے ہدایت
حق بات ہے حق سنانیوالا | سیدہا رستہ بتانیوالا

تحقیق معانی بجنون سے
حاصل نہو ان عبارتون سے

اٹھہ جائے جو قید و اعتبارات | معنی ہنجائین خود عبارات
بیماری جہل تجہہ مین گر ہو | کوئی نسخہ نہ کارگر ہو

قانون شفا بھی ہو فضولات
تجھکو نہ نجات دین اشارات

قانع نکرین تجھے مواقف | ہوگا نہ مقاصد وںسے واقف
جب تک حجاب دور ہوگا | کب سامنے حق کا نور ہوگا

پردہ نہ اٹھائینگے مطالع
انوار خدا نہونگے طالع

## رباعی

در رفع حجب کوش نہ در جمع کتب
کز جمع کتب نمیشود رفع حجب
در طی کتب کجا بود نشئہ حب
طی کن ہمہ را و عد الی اللہ و تب

## لائحہ بست و ہفتم

عظیم ترین حجابے و کشف ترین نقابے جمال وحدت حقیقی را تقیدات و تعددا تیست کہ در ظاہر وجود واقع شدہ است بواسطہ تلبس آن با حکام و آثار اعیان ثابتہ در حضرت علم کہ باطن وجود است و محجوبان را چنان مینماید کہ اعیان موجود شدہ اند در خارج وحال آنکہ بوے از وجود خارجی بمشام ایشان نرسیدہ است ۔

جو رخ محجوب سے جلوہ گر ہو　　وان جمع کتب نہ کارگر ہو

گو تو نے بہت کتب کیے جمع　　پر تیرے حجب نہون کبھی رفع

الفت کا نشہ بری بلا ہے　　اس طی کتب سے کیا ملا ہے

گردان کتابین ساری جا کر　　وہ مصحف رخ مطالعہ کر

اللہ کیطرف رخ اپنا تو پھیر　　توبہ کرنے مین کر نہ کچھ دیر

## تجلی ستائیسوین

وحدت کے حجاب مین تعین　　وحدت کے نقاب مین تعدد

وحدت کا ہوا ظہور جسم　　ظاہر مین وجود پائی اسم

لیکن اعیان کے حکم و آثار　　ہے شکل وجود مین نمودار

جو حضرت علم مین ہین مخفی　　اور علم ہے باطن وجودی

مجوبون کو یہ ہے نمایان　　خارج مین عیان ہوئے ہین اعیان

حالانکہ وجودِ خارجی کی　　بو تک اعیان کو نہ پہونچی

وہمیشہ بر عدمیّت اصلی خود بودہ اند وخواہند بود
وانچہ موجود ومشہود است حقیقت وجود است اما
باعتبار تلبس باحکام وآثار اعیان نہ از حیثیت تجرد
از انہا زیراکہ ازین حیثیت بطون وخفا از لوازم اوست
پس فی الحقیقت حقیقت وجود ہمچنان بوحدت حقیقی خود است
کہ ازلاً بودہ وابداً خواہد بود۔ اما بنظر اغیار بسبب
احتجاب بصورت کثرت احکام مقید ومتعین در
می آید ومتعدد ومتکثر مینماید۔

## رباعی

بحریست وجود جاودان موج زنان
زان بحر ندیدہ غیر موج اہل جہان
از باطن بحر موج بین گشتہ عیان
بر ظاہر بحر وبحر در موج نہان

یہہ اصل عدم پر اپنے قایم — تھے اور ہین اور رہینگے دایم
موجود جو کچھہ ہے فی الحقیقت — بس ایک وجود کی حقیقت
لیکن اعیان کے ہین یہہ احکام — ظاہر ہین لباس مین بالاتمام
احکام اعیان جدا نہین ہین — کچھہ ایک سے اک سوا نہین ہین
کیونکہ یہہ بطون اور مخفی — ہین سارے لوازم وجودی
بس اصل وجود کی حقیقت — وحدت مین ہے اپنی فی الحقیقت
جس حال مین تھی ازل سے جیسی — ویسی ہی وہ تا ابد رہیگی
محجوب جو ہے بچشم اغیار — ہین اوسکے سبب یہ قید و آثار
وان ایک وجود تھا جو ہے یان — تعداد کثیر سے نمایان

ہے ذات وجود اک سمندر — بے پایان موج زن ہے یکسر
جیسے کہ یہ بحر کا تماشا — جز موج کے اوسمین کچھہ نہ دیکھا
دریا کے بطون سے نمایان — بس موج ہی جگاہے سامان

## رباعی

بنگر بجہان سر الٰہی پنہان ... چون آب حیات در سیاہی پنہان
پیدا آید بہ بحر ماہی انبوہ ... شد بحر درانبوہئ ماہی پنہان

ہر گاہ کہ چیزے در چیزے نمودہ میشود ظاہر غیر مظہر است یعنی ظاہر دیگر و مظہر دیگر است وایضاً انچہ نمودہ میشود از ظاہر در مظہر شبح و صورت است نہ ذات و حقیقت الا وجود حق و ہستئ مطلق کہ ہر جا کہ ظاہر است عین مظاہر است و در ہمہ مظاہر بذاتہ ظاہر۔

| | | |
|---|---|---|
| موجین لیتا ہوا سمندر | ق | باطن ست ہے بحر ہی باہر |
| اس بحر سے موج ہی عیان ہے | | پر موج مین بحر خود نہان ہے |
| تاریک جہان مین ہر خو کو | | مثل آب حیات دیکھو |
| مچھلی مچھلی بہرا ہے دریا | | مچھلی سے ہی چھپا ہے دریا |
| جو شے جس چیز مین ہو ظاہر | | ظاہر ہے وہ بتعبیر مُظہر |
| یعنے ظاہر کچھہ اور ہوگا | | مظہر کا اور طور ہوگا |

ظاہر مظہر مین ہے جو صورت
وہ ذات نہین نہ ہے حقیقت

| | |
|---|---|
| لیکن ہے وجود ہستئِ حق | خود ذات ہی فی ذاتہٖ ہے وہ مطلق |
| سب جا ہستئِ حق ہے ظاہر | ظاہر ہی بنا ہے یان مظاہر |

یعنی کہ ہین جسقدر مظاہر
مطلق ہستی ہے انمین ظاہر

## رباعی

گو شد دل آئینہ آئین عجب است | در روی رخ شاہدان خود بین عجب است

در آئینہ روی شاہدان نیست عجب
خود شاہد و خود آئینہ و این عجب است

## رباعی

این آئینہ را داد جلا صورت تو | یک آئینہ کس ندید بے صورت تو

نے نے کہ ز لطف در ہمہ آئینہا
خود آمدہ پدید بے صورت تو

## لائحہ بست و ہشتم

حقیقت ہستی بجمیع شیون و صفات و نسب و اعتبارات کہ
حقایق ہمہ موجودات اند و حقیقت ہر موجودے سار یست

آئین دل آئینہ عجب ہے
اس میں رخ دلبر با عجب ہے

آئینہ میں شاہدوں کا چہرا
آجائے نظر تو ہے عجب کیا

ہاں سب سے عجب تری یہ بات
شاہد ہے وہی وہی ہے مرآت

اس آئینہ میں جو کچھہ جلا ہے
تیری صورت کا پرتوا ہے

اک آئینہ بھی نہ ایسا دیکھا
جس میں نہو تیرا جلوہ پیدا

ہاں بلکہ ہے خاص لطف تیرا
سب آئینوں میں ہے تو ہویدا

آئینوں میں عین دید ہے تو
بے صورت خود دپدید ہے تو

## تجلی اٹھائیسوین

ہستی جو ہی اک حقیقت ذات
باشان و صفات و اعتبارات

موجود جہان کے سب حقائق
درج ہستی کے ہین بہ لائق

با جملہ شیون یہہ ذات باری
ہر اک موجود مین ہے ساری

وبهذا قیل کل شئ فیه کل شئ صاحب گلشن راز گوید

## شعر

دل یکقطره را گر بر شگافی | برون آید ازو صد بحر صافی

## رباعی

هستی که بود ذات خداوند عزیز | اشیا همه در وی اند و وی در همه چیز
اینست بیان آنکه عارف گوید | باشند همه چیز مندرج در همه چیز

## لائحه بیست و نهم

هر قدرت و فعل که ظاهر از مظاهر صادر میشود از ایشان دیده نماید فی الحقیقه از حق ظاهر در ان مظاهر ظاهر است نه از مظاهر شیخ رض در حکمت علیه میفرماید -

کُل فی الکل جو مسئلہ ہے
جانے وہی جسکو حوصلہ ہے

یعنے ہر شئے مین کل ہی داخل
داخل ہر شئے مین شئے کامل

فرمانِ جناب گلشن راز
جامی جسکے ہین نغمہ پرداز

شعر

دل کو قطرہ کے تم جو چیرو
تو صاف سمندر اسمین دیکھو

ہستی جو ہے عین ذات سبحان
سب اُس مین وہ سب مین ہے نمایان

عارف نے کہا ہے کر کے تمیز
ہر چیز مین مندرج ہے ہر چیز

## تجلی انتیسوین

جو فعل کسی سے گر ہو صادر
دراصل وہ فعل حق ہے ظاہر

قول شیخ علیہ رحمہ
ہے انسبت حکمت علیہ

لا فعل للعبد بل الفعل الّذی یسا فیہما فاطمانت العین ان یضاف الیہما فعل پس نسبت وقدرۃ و فعل بندہ از جہت ظہور حق است بصورت او نہ از جہت انفس او واللّٰہ خلقکم وما تعملون میخوان وو جود قدرت و فعل خود را از حضرت بیچون میدان۔

## رباعی

از ما ہمہ عجز و نیستی مطلوبست
ہستی و توابع ز ما مسلوبست
این اوست پدید آمدہ در صورت ما
این قدرت فعل از آن بما منسوبست

جو فعل کہ عین مین ہے ظاہر — اُس فعل پر اُسکا رب ہے قادر

اور عین ہے مظہر اُسی پر — یہہ فعل مضاف ہے کسی پر

بندہ کا یہہ فعل اور یہہ قدرت — ان سبکو مجاز سے ہے نسبت

بندہ تو بادی النظر ہے — حق آپ ہی اس مین جلوہ گر ہے

پس فعل ہوا ہی حق سے منسوب — بالکل بندہ سے ہے یہہ مسلوب

قرآن مین پڑہکے یاد عبرت — سینتیسوین سورہ کی یہ آیت

وَاللّٰہُ خلقکم وما تعملون

تمکو اور یہہ عمل تمہارے — حق نے پیدا کئے ہین سارے

تمکو کامون سے ہے جو نسبت — حق ہی کی ہے وان مین ساری قدرت

ہم سے ہستی ہے پوری مسلوب — یان نیستی عاجزی ہے مطلوب

منسوب جو فعل عبد یان ہے
رب عبد کی شکل مین عیان ہے

## رباعی

چون ذات ترا منفی بود ای صاحب هش
از نسبت افعال بخود باش خمش
شیرین مثلی شنو مکن روی ترش
لیس العنب اذا لا ثمر الاقش

## رباعی

وصافی خود بزعم ما ستا تا کے
ترویج چنین متاع کاسد تا کے
تو معدومی خیال هستی از تو
فاسد باشد خیال فاسد تا کے

## لایحہ سیم

چون صفات و احوال و افعال که در مظاهر ظاهر است
فی الحقیقت مضاف بحق ظاهر در آن مظاهر است

جب خود معدوم ہے تیری ذات　　اپنے افعال مین نہ کر بات

مرغوب مثل مزہ سے سنیئے
ہیہات تھلے جبا کے نقش کہنیچے

حاسد کے بہروسلے اپنی توصیف　　تجھ مین کب تک ہے یہ تعریف
چیز ایسی گھٹی ہوئی دکہاے　　کب تک یہ غلط رواج پاے

معدوم ہے تو بحال ہستی
فاسد ہے تیرا خیال ہستی

## تجلی تیسوین

ظاہر ہین مظاہرون مین ہر حال
سب ان کے صفات اور افعال

حق سے ہین مضاف فی الحقیقۃ　　ظاہر سب مین ہے ایک صورت

پس اگر احیاناً در بعضے ازانہا شرے و نقصانے واقع باشد از جہت عدمیت امرے دیگر تواند بود زیراکہ وجود من حیث ہو وجود خیر محض است و از ہر امر وجودی کہ شرے متوہم میشود بواسطہ عدمیت امر وجودے دیگراست نہ بواسطہ آن امر وجودی من حیث ہو امر وجودی۔

رباعی

ہر نعت کہ از قبیل خیر است و کمال | باشد ز نعوت و صفات ذوالجلال
ہر وصف کہ در حساب شر است و وبال | دارد بقصور قابلیات مآل

حکما در آنکہ وجود خیر محض است۔ دعوے ضروری کردہ اند و از برائے توضیح مثالی چند آوردہ و گفتہ۔

احیاناً بعض مین بدی ہو | یا کچھ نقصان عارضی ہو
کوئی عدمیت امر کی ہو | خود ان مین ہی بات کچھ بری ہو
اک حال یہ ہے وجود قایم | ہے خیر ہی خیر محض دایم
جو بات وجود مین ہو شر کی | اور ہمکو بری دکہائی دیتی
وہ اور وجود کا عدم ہے | جسمین عدمیت اتم ہے
تم اصل وجود کو نہ جانو | جز خیر کے جسمین کچھ نہ شر ہو

خیر اور بہلائیان ہین جتنی -
جملہ ہین یہہ وصف ذات باری

شر اور بدی کے اتصافات | ہین وجہ قصور قابلیات
دعوی حکما کا ہے یہ اکثر | بس خیر وجود ہے سراسر

اثبات مین کی بہت صراحت
دی ہے تمثیل با وضاحت

کہ برد مثلاً مفسد ثمار و شر است نسبت با ثمار شریت
او ۔ نہ ازان جہت است کہ کیفیتے از کیفیات است
زیرا کہ او زین جہت کمالیست از کمالات بلکہ ازانجہت
است کہ سبب شدہ است مر عدم وصول ثمار را
بکمالات لایقہ خود و ہمچنین قتل مثلاً کہ شر است شریت
او نہ از جہت قدرت قاتل است بر قتل یا قاطعیت آلت
یا قابلیت عضو مقتول مر قطع را بلکہ از جہت زوال
حیاتست و آن امریست عدمی الی غیر ذالک
من الامثلۃ ۔

## رباعی

| | |
|---|---|
| ہر جا کہ وجود کردہ سیرست ای دل | میدان بیقین کہ محض خیرست ای دل |
| ہر شر ز عدم بود عدم غیر وجود | پس شر ہمہ مقتضای غیرست ای دل |

مثلاً میوے ہین جتنے سڑتے | سردی کے سبب سے ہین بگڑتے

دراصل تو حال یہہ نہین ہے | میوے کا کمال یہہ نہین ہے

بلکہ سردی ہے اسیے عامل | جو اسکے کمال کی ہے زایل

ایسی ہی مثال قتل کی ہے | جسمین تو بڑی بدی بھری ہے

قاتل کی نہین کچھ اسمین تقصیر | جسکی قدرۃ مین کب ہے تاثیر

کاٹی نہین اسکو تیغ قاتل | مقتول کا عضو ہے قابل

بلکہ اک امر عارضی ہے | جو وجہ زوال زندگی ہے

امر عدمی کو ملنے کی | ایسی تو مثالین ہین بہت سی

ای دل ہے جہان وجود کی سیر | یہہ جان ہے محض خیر ہی خیر

شر مین عدمیت اتم ہے | جب ہو نہ وجود وہ عدم ہے

یان عین وجود خیر پر ہے
بس غیر کے مقتضا سے شر ہے

## لائحہ سی و یکم

شیخ صدر الدین قونوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ در کتاب
نصوص میفرماید کہ علم تابعست مر وجود را بآن معنی کہ
ہر حقیقتے از حقایق را کہ وجود است علم است و تفاوت
علم بحسب تفاوت حقایقست در قبول وجود کمالاً
و نقصاناً پس آنچہ قابلست مر وجود را علی الوجہ الاتم و
الاکمل قابلست مر علم را علیٰ ہذا الوجہ و آنچہ قابلست
مر وجود را علی وجہ الانقص متصفست است
بہ علم علیٰ ہذا الوجہ و منشاء این تفاوت
غالبیت و مغلوبیت احکام وجوب و
امکانست درحقیقتے کہ احکام وجوب
غالب تر آنجا وجود و علم کاملتر۔

## تجلی اکتیسوین

صدر الدین شیخ قونوی نا
فرمان نصوص مین یہ ایسا

ہے علم وجودی کا تابع
اس معنی پہ یہ ہوگا نافع

رکہتی ہے وجود جو حقیقت
ہوگا علم اسکو فی الحقیقت

پر حسب تفاوت حقایق
ہوگا وہ علم اسکے لایق

جسکے قابل وجود ہو یان
خواہ اسمین کمال ہو کہ نقصان

جیسا ہو وجود جسکے قابل
ویسا ہے یہ علم اسپر عامل

قابلیت علم گر اسمین ہو
اسمین وہ کمال بھی اتم ہو

گر علم وجود ہو نہ خالص
اسوجہ سے وصف بھی ہو ناقص

امکان و وجوب مین باہم
غالب مغلوب ہین بہ احکام

ظاہر ہے ہے فرق فی الحقیقت
بس یہ ہی ہے باعث تفاوت

احکام وجوب ہون جو غالب
اسکا ہے وجود و علم کامل

و در حقیقت کہ احکام امکان غالب تر وجود علم ناقص
و غالباً کہ خصوصیت حکم تابعیت علم مر وجود را کہ در
کلام شیخ واقع شدہ است بر سبیل تمثیل است لا جمیع
کمالات تابعہ مر وجود را چون حیات و قدرت
و ارادت و غیرہا ہمین حالست و قال بعضہم
قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم ہیچ فردے از افراد
موجودات از صفت علم عاری نیست اما علم بر دو
وجہ است یکے آنکہ بحسب عرف آنرا علم می گویند
و دیگرے آنکہ بحسب عرف آنرا علم نمیگویند۔
و ہر دو قسم پیش ارباب حقیقت از مقولہ علم است
زیرا کہ ایشان مشاہدہ می کنند سرایتہ علم
ذاتی حق را سبحانہ تعالیٰ در جمیع موجودات۔

غالب آئین جو حکم امکان — وان علم و وجود کا ہے نقصان

اس حکم کی خاص ہے جو خصلت — ہے علم کی جس سے تابعیت

ہو کر احکام ہی کا شامل — وہ خاص وجود پر ہے عامل

صدر الدین قونوی کا فرمان — تمثیل کی حیثیت سے ہے بیان

ورنہ جتنے ہیں یہ کمالات — تابع ہیں وجود کے بدرجات

قدرت و حیات و ارادات — شامل علم انکی بھی ہے حالت

بعضوں کا بیان ہے یہ عالی — موجود نہ علم سے ہے خالی

اشیاء موجود ہیں جو ساری — کوئی نہیں علم سے ہے عاری

پر علم کی وجہ دو ہیں معروف — موصوف ہی او نہیں کی موصوف

اک عرف سے علم یکہیں ہے — اک عرف سے علم ہی نہیں ہے

علم اہل شہود کو نمایان — ہے انکی نظر میں دونوں یکسان

یعنے یہ علم ذات باری — جملہ موجود میں ہے ساری

واز قبیل قسم ثانی آبست مثلاً کہ بحسب عرف آنرا عالم نمیدانند اما می بینیم اورا کہ تمیز میکند میان بلندی و پستی و از بلندی عدول میکند و بجانب پستی جاری میگردد و ہمچنین در اجل جسم متخلخل نفوذ میکند و ظاہر جسم متکاثف را ترطیب میکند و میگذرد الی غیر ذلک پس از خاصیت علم است جریان وے بر مقتضاے قابلیت قابل و عدم مخالفت با آن اما درین مرتبہ علم در صورت طبیعت ظاہر شدہ است علی ہذا القیاس۔

سرایة العلم فی سائر الموجودات بل سرایتہ جمیع کمالات التابعة للوجود فی الموجودات باسرھا

## رباعی

| | |
|---|---|
| ہستی بصفاتیکہ درو بود نہان | دارد سریان بہمہ اعیان جہان |
| ہر وصف زعینیکہ بود قابل آن | بر قدر قبول عین گشت است عیان |

جو عرف ہے از قبیل ثانی — اس علم کی ہے مثال پانی

پانی کو تو علم کچھ نہین ہے — پر اسکو تمیز ہر کہین ہے

یعنی کہ بلندیون سے بہنا — اور پست جگہ مین جمع کے رہنا

یہہ خالی مسام مین در آئے — جاذب اجسام مین در آئے

اونچے سے اس کا ہے گذرنا — پستی مین جوف کو ہے بھرنا

خاصیت علم بھی ہے ایسی — قابل اسکے ہو چیز جیسی

لیکن ہے علم کی یہہ حالت — ظاہر ہے بصورت طبیعت

ایسا ہی علم کا بھی جریان — جملہ موجود مین ہے یکسان

بلکہ جتنے ہین سب کمالات — تابع جو وجود کے ہین بالذات

علم اور وجود کی سرایت — موجود مین ہے بلانہایت

ہستی مین صفات ہین جو نہان — اعیان مین ہے انکا پورا تبیان

جو وصف کہ عین کے تھا قابل — ظاہر ہوا حسب عین کامل

## لائحہ سی و دوم

ہمچنانکہ حقیقت ہستی باز جہت صرافت اطلاق خودش ساریست در ذوات جمیع موجودات بحیثیتیکہ در آن ذوات عین آن ذواتست چنانکہ آن ذوات در وے عین وے بودند ہمچنین صفات کاملہ او لکلّہا واطلاقہا - در جمیع صفات موجودات ساری اند - بمشابہ کہ در ضمن صفات ایشان عین صفات ایشان اند - چنانکہ صفات ایشان در ضمن آن صفات کاملہ عین آن صفات کاملہ بودند مثلاً صفت علم در ضمن علم عالم بکلیات عین علم بکلیات و در ضمن علم فعلی وانفعالی عین علم فعلی وانفعالی -

# تجلی بتیسوین

اطلاق کی روسے باصراحت ہستی کی ہے جسطرح حقیقت

جملہ موجود مین ہے ساری ہے ذات مین انکی بلکہ جاری

اس رنگ سے ہے سمائی ہستی ان ذاتون مین عین ہی ہے انکی

ہستی جو تھی عین ذات کامل ایسے ہی صفات بھی ہین شامل

جتنے موجود مین ہین اوصاف ہستی کے بھی ساری انمین ہین صاف

موجود کے وصف ہونگے جتنے وہ عین صفات انکے ہونگے

وصف کامل ہین وصف موجود کے انکے عین اوصاف کاملہ تھے

بس علم کا وصف علم مین ہی ہو عالم جزئیات اسی مین

جو علم کہ اس جگہ ہے اسکو وہ علم بجزئیات سمجھو

ایسا ہی ہے کلیات کا علم جیسا کہ تھا جزئیات کا علم

فعلی ہو یا ہو انفعالی عین علم اس سے ہے نہ خالی

و در ضمن علم ذوقی و وجدانی عین علم ذوقی و وجدانی۔
تا غایتیکہ در ضمن علم موجوداتیکہ بحجب عُرف ایشان را عالم نمیدارند۔ عین علمیست کہ لایق حال ایشان است۔
وعلیٰ ہٰذا القیاس سائر الصفات والکمالات۔

## رُباعی

ای ذات تو در ذوات اعیان ساری اوصاف تو در صفات شیان متواری
وصفِ تو چو ذاتِ مطلق است امانیست درضمنِ مظاہر از تقید عاری

وجدانی ہو علم یا ہو ذوقی — عینیت علم مین ہے وہ بھی

یان تک اس علم کا ہے نقشا
موجود جہان کے ہین جو اشیا

عالم ہمین جانتے ہو جن کو — بے علم سمجھ رہے ہین ان کو

دراصل ہے عین علم ان مین
لائق جس حال کے تھا جن مین

ہین علم کے عین سبھی حالات — ایسے ہی صفات اور کمالات

ساری اعیان مین ذات تیری
(سریان)
وصفون اسما مین نہان صفات تیری

جسطرح تری ہے ذات مطلق — ویسی ہی تیری صفات مطلق

موجود جہان مین ذات باری
تقیید سے کچھ نہین ہے عاری

## لائحۂ سی و سوم

حقیقت هستی ذاتِ حضرت حق است سبحانه تعالیٰ و شیون و نسب و اعتبارات آن صفاتِ او و اظهار او مر خودش را۔ متلبسه بهذه النسب و الاعتبارات فعل و تأثیر او و تعینات ظاهره مترتبه علیٰ هذا الاظهار آثار او

## رباعی

خود را بشیون ذاتِ آن گنج دفین | شده جلوه ده از مظاهر عینی و دین
زین نکته که گفتم ای طلبگار یقین | ذات و صفت و فعل و اثر حق می‌بین

## لائحۂ سی و چهارم

کلام شیخ رضی الله عنه در بعضی مواضع فصوص بآنست که وجود جمیع اعیان ممکنات و کمالات تابعه۔

## تجلی تینتیسوین

ہستی کی حقیقت اوسکی ہی ذات ‖ وصف اوسکی تینیون ہی اعتبار
پائے ہین نسب لباس جن مین ‖ اظہار اسکا ہوا ہے ان مین
فعل اور اثر کا اُسکے اظہار ‖ ہے تشکل تعینات آثار
ترتیب سے ہے ظہور انکا ‖ جو بین مین تہا ستور انکا
خود ذات ہی تینیون مین اپنی ‖ اثر پردہ نشین نے کی تجلی
کونین مین جتنے ہین مظاہر ‖ جلوے ہین اسی کے انمین ظاہر
بس دیکہہ یقین سے اے طلبگار ‖ گر اپنی سمجہہ مین ہے تو ہشیار
نکتہ یہہ مین نے جو کہا ہے ‖ فعل وصف و ذات کیا ہے

## تجلی چوتیسوین

ہین بعض فصوص شیخ اکبر ‖ جن مین ہے کلام انکا اظہر
ممکن اعیان وجودی کے ‖ اور اسکے کمال تابعی کے

مر وجود را مضاف بحضرت حق است سبحانہ تعالیٰ و
در بعضے مواضع دیگر مشعر بآنکہ آنچہ مضاف بحضرت حق است
ہمین افاضۂ وجود است وبس۔ وتوابع وجود از تعینات
اعیان ثابتہ است وتوفیق میان این دو سخن آنست
کہ حضرت حق را سبحانہ دو تجلی است یکے علمی عینی کہ صوفیہ
تعبیر ازان بفیض اقدس کردہ اند۔ وآن عبارتست از
ظہور حق سبحانہ ازلاً در حضرت علم بر خود بنفس
بصور اعیان وقابلیات واستعدادات ایشان۔ ودوم
تجلی شہادی وجودی کہ معبر میشود بفیض مقدس وآن عبارت
است از ظہور وجود حق سبحانہ تعالیٰ منصبغ باحکام وآثار
اعیان۔ واین تجلی ثانی مترتب بر تجلی اول است ومظہر است مرکمالاتی را
کہ بہ تجلی اول در قابلیات واستعداد اعیان اندراج یافتہ بود۔

حق ہی سے مضاف ہوگئے جانو — بجز حق کے تو حق نہین کسیکو

اور بعض مقام مین ہے یہ بھی — جسکی توضیح شیخ نے کی

جو کچھ ہے مضاف حق سبحان — پس ہمارا وجود کا ہے فیضان

اور جو تابع وجود کے ہین — ثابت اعیان کی وجہ سے ہیئت

ہے ان مین جو اتفاق باہم — حق کی دو تجلیان ہین پیہم

علمی عینی ہوئی جو پہلی — فیض اقدس ہے وہ تجلی

یعنے اعیان کی صورتون مین — ان کی سب قابلیتون مین

ازلاً حق کا ظہور اس سے جا — ہے علم کے مرتبہ مین ہوتا

اور دوسری اسکی جو تجلی — ہوتی ہے شہادی و وجودی

موسوم باسم اصطلاحی — ہے فیض مقدس الٰہی

ظاہر ہے وجود حق سبحانہ — باحکم و آثار رنگ اعیان

پہلی یہ مرتب ہو کے مجلی — علمی عینی ہے یہ تجلی

## رباعی

یک جو دِ تو نقش بستہ صد گونہ گدا ۔ یک جود نصیب ہر یکے دادہ جدا

آن جود نخستین ازلاً بود و بر آن

این جود پسین است ترتب ابدا

پس اضافت وجود کمالات تابعہ مر وجود را بحق سبحانہ تعالےٰ باعتبار مجموع تجلیین است و اضافت وجود بحق و اضافتِ توابع آن باعیان باعتبار تجلی ثانیست زیراکہ مترتب نمیشود بر تجلّی ثانی الّا افاضہ وجود بر اعیان و اظہار انچہ اندراج یافتہ بود در ایشان بمقتضاء تجلی اول۔

اعیان مین جو پہلے بتدریج تھے　　　ظاہر کیے یان کمال ان کے

یک فیض نے تیری باندھے جو نقش　　　صد چند گدا کو ہین عطا بخش

یک فیض نے کی ادا سخاوت　　　ہر اک کو جدا بحسب قسمت

اول ازلی ہے فیض تیرا　　　آخر ابدی ہے فیض تیرا

پس جملہ وجود کے کمالات　　　تابع جو وجود کے ہین بالذات

رکھتے ہین وجود حق سے نسبت　　　سبکی ہے اسیطرف اضافت

حق یہہ کہ وجود حق تعالے　　　مجموع ہے دو تجلیون کا

اور حق سے وجود کی اضافت　　　ق　　　اسکے تابع کی بھی اضافت

اعیان کیطرف اگر وہ پہنچی　　　سمجھو کے ہے دوسری تجلی

ہے وجہ کہ دوسری تجلی　　　ہرگز ترتیب پر نہوتی

جب تک پہلی کے تقضا سے　　　جو رنگ کے اسمین بتدریج تھے

ہوتا نہ وجود کا جو فیضان　　　ہرگز ظاہر نہوتے اعیان

## رباعی

بشنو سخنی مشکل و سرّی مغلق / هر فعل و صفت که شد بأعیان ملحق
از یک جهت آنجمله مضافست بما / وز وجه دگر جمله مضافست بحق

## تذییل

چون مقصود ازین عبارات و مطلوب ازین اشارات تنبیه بود بر احاطهٔ ذاتی حق سبحانه تعالی و سریان نور او در جمیع مراتب وجود تا سالکان آگاه و طالبانِ صاحب انتباه بشهود هیچ ذات از مشاهدهٔ جمال ذات او ذاهل نشوند و بظهور هیچ صفت از مطالعهٔ کمال صفات او غافل نگردند - و آنچه مذکور شد در ادای این مقصود کافی بود و تبیان این مطلوب وافی لاجرم برین قدر اقتصار افتاد و برین چند رباعی اختصار کرده شد -

سن بات جو ادنی بیان ہے　　اعیان کا جو فعل و صفت بیان ہے
اک وجہ سے ہی مضاف سب ہے　　اور دوسری وجہ سے ہی رب ہے

## تذییل

مقصود یہ تھا عیار تو سے　　مطلوب یہ تھا اشارہ تو سے
پاوے تفسیر اس سے طالب　　جتنے ہیں وجود کے مراتب
ان سب میں ہے نور حق کا سیران　　ہے سب پہ محیط ذات سبحان
تا جتنے ہیں سالکان آگاہ　　پائیں وہ طلب کی آس کو راہ
جس ذات پہ وہ نظر اٹھائیں　　حق کا تجمال بھول جائیں
جس میں جو صفت دیکھیں کامل　　ہوں حق کے کمال سے نہ غافل
مقصود اس میں جو کچھ تھا کافی　　مطلوب بیان سے یہ وافی

کرکے بس مختصر یہ تقریر
لکھیں چند رباعیات تحریر

## رباعی

جامی تا چند سخن طرازی تا چند
افسون گری و فسانه سازی تا چند
اظهار حقایق بسخن هست خیال
ای ساده دل این خیال بازی تا چند

## رباعی

در زمرهٔ فقر عیب پوشی بهتر
در نکتهٔ عشق تیز هوشی بهتر
چون هست رخ مقصود نقابست سخن
از گفت و شنید ما خموشی بهتر

## رباعی

ملکی چو درا کردن اعیان خروش سخن
یکدم نشد این بهره درای خاموش سخن
گنجینهٔ درهای حقایق نشوی
مادام که چون صدف نگردی همه گوش سخن

## رباعی

ای طبع ترا گرفته وسواس سخن
میدار اگر اهل دانشی پاس سخن
مگشای زبان بکشف اسرار وجود
کین دُر نشود سُفته بالماس سخن

جامی کب تک سخن طرازی | افسون گری و رفسانہ بازی
ظاہر نہ سخن سے ہون حقایق | باتین ہین خیال ہی کے لایق
اے سادہ دل اپنی چال کب تک | خاموش ایسا خیال کب تک

اس خرقۂ فقر مین سراسر | پوشیدہ جو عیب ہے تو بہتر
اس نکتہ کو سن تو مان کہنا | بس عشق مین تیز ہوش رہنا
مقصد یہ سخن کا ہے جو پردا | باتون سے تو ہے خموشی اولے

خاموش کہ یون ہے اسکے مانند | افغان کب تک خروش تا چند
کیونکر اس گنج کے ہو لالی | کسطرح ملین دُرِ حقایق
جب تک یہہ تن صدف نہ ہوگا | دُرِ عرفان کہین نہوگا

ایدل ہین سخن کے دل پہ وسواس | دانش ہے تو رکھ سخن کا ہی پاس
اسرار وجود کے نہ کھولو | اس بات مین منہ سی کچھ نہ بولو
واللہ یہہ گوہر نہفتہ | الماس سخن سے ہو نہ سفتہ

## رباعی

یکلحظہ بہر یکے بہ عیب اندر کش
وانگہ ستق از جمال عیب اندکش
چون جلوہ انجمال بیرون ز تو نیست
یا در دامان و نیز بجیب اندرکش

## رباعی

ای کرده غسل و فتاده حالکیت بکفن
آلوده مکن خمیر پاکت بسخن
چون لال تو این بود در و گر ازین بس
لب را مکشا بہ نطق خاکت بدہن

## رباعی

جامی غم دوست بعالم ندہی
با ہیچ کہ اوست شرح انیغم ندہی
مرغ غم او بحیلہ شد با ما رام
خاموش کہ مرغ رام را رم ندہی

تمت بالخیر

| | |
|---|---|
| یہہ سخت وجود کہین ہوتی | باتون کی سوئی نہین ہوتی |
| پردہ کو اوٹھا مسلک کے عجیب تب | جب دیکہہ جمال صورت غیب |
| ہے اسکا جمال تیرے اندر | وہ جلوہ نہین ہے تجہسے باہر |
| دامن مین پاؤن کو چہپالے | سر اپنا جیب مین جہکالے |
| غم مین جو ہوا ہے تو کفن چاک | دل اپنا نکر سخن سے ناپاک |
| خاموش جو ہو نجات ہے ہیچ | گونگا جو بنے تو بات ہے ہیچ |
| لب کہول نہ تو کبہی سخن مین | مٹی پڑے اس ترے دہن مین |
| جامی سن دوست کا جو ہے غم | عالم کو ندے نہ کر اسے کم |
| اس شرح مین بند بس زبان کہہ | جو غیر ہوا اُس سے تو نہان کہہ |
| اس مرغ کا خامشی جو ہے دام | حیلے سے ہمارا ہو گیا رام |
| جو رام ہوا اسکو رم نہ کیجے | غفلت سے کہین اڑا نہ دیجے |

## رباعیات

نه بخت یاور نه عقل رهبر نه تن توانا نه دل شکیبا

| | |
|---|---|
| نظام الحق ولی من که مخدوم من بهاؤ ستمیل | جمال شیخ جلال محمود و هم ز قدوس عبد حاصل |
| محمد عارف چو آئینه شده عارف احمد بحسن کامل | زهی جمال تو قبلهٔ جان حریم کوی تو کعبهٔ دل |

فان سجدنا الیک نسجد و ان سعینا الیک نسعیٰ

| | |
|---|---|
| بذوق عبد الحق و علی جلال دین چو مرا نزین بر | ز شمس دین گشته است صابر بجا رو من بگو کلیر |
| علا کنید آن فرید نیو از لطف گنج نبات و شکر | اگر بجرمم برانی از در و گر به تیغم بیفگنی سر |

قسم بجانت که بر ندارم سر ارادت ز خاک آن پا

| | |
|---|---|
| به قطب دین بختیار کاکی معین دین گشت رهنما | سید عثمان شاه هارون ز رمز حاجی شریف محسن |
| ز خواجه مودود ناصر الدین و بو محمد شده مبین | ز مهر عشق تو بو ساکن ز بان ربا شیخ و لیکن |

ز بی زبانی غم نهانی چنانکه دانی شد آشکارا

| | |
|---|---|
| بهجبت نازم ز خواجه احمد کسو اسحاق شه رسائی | خوش است درد ای که تو ممشاد آن هبیره بود دوائی |
| دلم ربودی حذیفه مرعشی ملطف ادهم زد ربائی | لبنا گفتی فلان کجائی چه بو حاشی ز بن جدائی |

مرضتُ عشقاً و متُّ هجراً فکیف اشکو الیک شکوا

قضیب و اسد حسن بصری خبیم گلستانها
چه دور و نزدیک لیست بالا چه شهر و صحرا چه بر و دریا

دل محمد نا سزد که زد بیت انما تو لوا
بر آستانت کمینه جامی مجال بودن نبید از آن

بکنج فرقت نشسته محزون بکوی محنت گرفته ماوا

# صحت نامہ لوائح جامی تجلیات دل

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳ | ۹ | امید دون | امیدون | ۳۳ | ۵ | کتاب و | کتاب |
| ۵ | ۸ | پتہ | پہ | ۳۶ | ۵ | نسبت این شریفہ | نسبت شریفہ |
| ۹ | ۱۰ | سجھہ | سمجھہ | ۳۶ | ۱۰ | بطالت | ببطالت |
| ۱۱ | ۵ | ہستی | مستی | ۳۷ | ۷ | معرف | معروف |
| ۱۲ | ۱۱ | روش | روشن | ۴۰ | ۲ | اخیار | اغیار |
| ۱۶ | ۷ | نغمہ رن | نغمہ زن | ۴۳ | ۳ | باقی اللہ اللہ | باقی اللہ |
| ۱۶ | ۱۰ | نغمۂ | نغمہ | ۴۲ | ۸ | فناوزفنا | فناز فنا |
| ۱۸ | ۲ | توانگر | تونگر | ۴۶ | ۳ | ظہور | طہور |
| ۲۳ | ۴ | اجباب | احباب | ۴۷ | ۲ | بہی | بھی |
| ۲۳ | ۱۰ | منہی | منتہی | ۴۷ | ۳ | حالی | خالی |
| ۲۴ | ۸ | من | مین | ۵۲ | ۱۰ | قوتی | فوتی |
| ۲۴ | ۸ | اسکا | جسکا | ۵۲ | ۱۰ | نہ تحت | ونہ تحت |
| ۳ | ۱۰ | کے | کی | ۵۴ | ۳ | صِغۃ | صبغۃ |
| ۴ | ۱۱ | وزبان | و بآن | ۶۱ | ۲ | کیفیت | کیفیت |
| ۴ | ۱۲ | ذین | دین | ۶۱ | ۱۰ | جادہ | جلوہ |
| ۵ | ۹ | پہنوئی | پہوئی | ۶۲ | ۴ | ستنیخ | مستنیخ |
| ۶ | ۳ | مرسم | نرسم | ۶۳ | ۱ | زانی | ذاتی |
| ۱۸ | ۲ | درددل | در دل | ۶۳ | ۱۱ | نسبت | نسبت |
| ۱۹ | ۴ | تیرے مین | تیرے دل مین | ۶۵ | ۳ | ذاتِ | ذات |
| ۲۳ | ۹ | مین ہے حقیقت | مین حقیقت | ۶۵ | ۵ | نیکے | بنکے |
| ۳۰ | ۲ | صاحبتم کی | صاحبتِ خدمتم کی | ۶۶ | ۲ | تو | نور |
| ۳۱ | ۲ | انسان سے | انسان مین | ۶۶ | ۷ | اتصافِ | اتصاف |
| ۳۱ | ۲ | جسم مین | جسم سے | ۶۹ | ۱۰ | بعص | بعض |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۲ | ۱۰ | محالی | مجالی |
| ۳۳ | ۲ | حیرت | صورت |
| ۶۴ | ۷ | جملیکہ | حملیکہ |
| ۷۶ | ۸ | ہرستان | ہرشان |
| ۷۶ | ۲ | کمال قال | کما قال |
| ۷۹ | ۴ | ہستی | ہنسی |
| ۷۹ | ۶ | گرہیہ جملہ | یہیہ جملہ |
| ۸۰ | ۲ | حقیقت و | حقیقت |
| ۸۰ | ۳ | جود | وجود |
| ۸۰ | ۶ | بشہونہ | بشنُونہ |
| ۸۲ | ۷ | تفحص | تفتیح |
| ۸۴ | ۲ | وحدیت | وحدت |
| ۸۴ | ۱۰ | شود | نشود |
| ۸۶ | ۲ | یلین | یلیق |
| ۸۷ | ۷ | جزو کل | جزؤ و کل |
| ۸۹ | ۳ | عمر | عمرو |
| ۸۹ | ۵ | عمر | عمرو |
| ۸۹ | ۹ | ہوپلید | ہوگیا پلید |
| ۸۹ | ۱۰ | بہر | پُر |
| ۹۱ | ۱ | چمک | چمکے |
| ۹۰ | ۷ | شد | بہ |
| ۹۰ | ۸ | ماز | از |
| ۹۲ | ۵ | نوبتو | بتو |
| ۹۲ | ۶ | مستلزم | مطلق مستلزم |
| ۹۳ | ۲ | ناپیدا | ناپید |
| ۷۰ | ۲ | ہذہ لاعتبارات | ہذہ الاعتبارات |
| ۷۳ | ۱ | ہ | وہ |
| ۱۰۵ | ۶ | ہرایک | ہراک |
| ۱۰۵ | ۷ | ہرایک | ہراک |
| ۱۰۵ | ۸ | مین | ہین |
| ۱۰۹ | ۴ | تعوت | نعوت |
| ۱۱۱ | ۴ | ہے | ہین |
| ۱۱۱ | ۷ | کی ہستی | کی ہے ہستی |
| ۱۱۳ | ۱۰ | پس | بس |
| ۱۱۶ | ۱۲ | اندسے | اندروسے |
| ۱۱۷ | ۶ | اورتبات | اوررتبات |
| ۱۱۹ | ۴ | مین | ہین |
| ۱۱۹ | ۱۰ | مین ظاہر | مین ہے ظاہر |
| ۱۲۰ | ۵ | سرآین | سرحرف این |
| ۱۲۰ | ۹ | حق | خلق |
| ۱۲۰ | ۱۰ | باطن | باطنِ عالم |
| ۱۲۱ | ۱۰ | پاتا ہے | پایا ہے |
| ۱۲۳ | ۱ | ہے | بھی |
| ۱۲۳ | ۱۱ | درآنے | دربہرآنے |
| ۱۲۴ | ۷ | داکیادر | داکیا |
| ۱۲۴ | ۸ | کاراند | درکاراند |
| ۱۲۵ | ۴ | مین | ہین |
| ۱۲۸ | ۱ | تعینے | و تعینے |
| ۱۲۸ | ۲ | ھذا الا | ھذا الی |
| ۱۲۸ | ۸ | دررازمنہ | دور ازمنہ |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۹۶ | ۱۰ | تیسرے | سیرے | ۱۳۹ | ۱ | مقصود | مفقود |
| ۹۷ | ۱۰ | ترے | تری | ۱۴۱ | ۵ | مین | امین |
| ۱۴۲ | ۴ | لا النسق | لا النطق | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۴۲ | ۱۲ | بغیہ | بغیر | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۴۲ | ۹ | فضول | فصول | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۴۲ | ۵ | لہکذا | ہکذا | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۴۳ | ۴ | نہ روئے | زرروئے | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۴۳ | ۶ | عین | بے عین | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۴۴ | ۱۲ | عاجز باشد | عاجز باشد از اقامت دلیل | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۴۶ | ۱ | از اقامت دلیل الخ | واللہ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۴۷ | ۷ | فقولات | فضولات | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۵۰ | ۱۱ | بجر | بحر | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۵۰ | ۱ | الربھا | لربھا | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۵۹ | ۷ | برما | وما | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۶۲ | ۷ | خبیر | خیر | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۶۴ | ۱۱ | سر | سیر | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۶۶ | ۳ | تالیعت | تابعست | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۶۸ | ۱ | وجود علم | وجود و علم | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۶۸ | ۱۰ | ار | از | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۷۰ | ۴ | نئوذ | نفوذ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۷۵ | ۱۰ | ہی ہیں | ہیں | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۷۶ | ۸ | شدہ | شد | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۷۸ | ۱۰ | منصبغ | متصبغ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۷۹ | ۱۱ | اداست | اول است | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۷۹ | ۶ | عینی | غیبی | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |

## تتمہ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۶۹ | ۱۲ | یہ | پہ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۸۴ | ۸ | شد | شو | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ |